

روحانی سفر

حضرت
پیر ماضیل حکیم خواجہ

سَرِ فَرْوَشْ پَيْنَیْلَکَشْ نَکَبْ

پیش لفظ

حضراتِ محترم! کائنات میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے وقتاً فوقتاً ہدایت کے لئے پہلے تو نبی سُلیمان اور نبی الاعز زماں احمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ کی آمد کیسا تھا، ہی نبوت کے دروازے بند کر دیئے۔ اس کے بعد سرکار کی ظاہری باطنی تعلیمات کی روشنی میں خلفائے راشدین، امام الواصلین، مقتدا کاملین کا دور شروع ہوتا ہے جو امت کی رہبری فرماتے ہیں۔ اسکے بعد دولایت کا دور شروع ہوا جو آج تک جاری ہے۔

ہر دور میں امت کی رہبری و اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے کچھ بندے مبعوث کرتا ہے۔ جو اپنے ظاہری و باطنی تصرفات کے ذریعہ امت کے بھٹکے لوگوں کی اصلاح کرتے ہیں۔ ابتداء میں تو اکثر بندے دنیا سے ناطہ توڑ کر اپنے حقیقی رب سے ناطے جوڑنے دنیا سے دور عبادات، ریاضات، مجاہدات کے لئے جنگلوں میں نکل جاتے ہیں۔ تاکہ دنیا کا کوئی عمل ان کی راہ میں رکاوٹ نہ بن سکے ان میں بعض تو اسی کے حصول میں اپنی زندگی جنگلوں کی نذر کر جاتے ہیں اور کچھ خاص بندوں کو اللہ تبارک و تعالیٰ تکمیل کے بعد شہروں میں خلق خدا کو ظاہری و باطنی فیض پہنچانے کے لئے تعینات فرمادیتا ہے۔ تکمیل کے بعد جب بندہ کسی بندے پر کامل نگاہ ڈالتا ہے تو اس کی تقدیر بدل ڈالتا ہے۔ انہی اللہ کے بندوں میں انہم سرفراشان اسلام پاکستان کے سر پرست اعلیٰ حضرت سیدنا ریاض احمد گوہر شاہی مدظلہ العالی بھی ہیں۔ جنہوں نے اپنی عمر کا بہت بڑا حصہ روحانیت کے حصول اور تکمیل کے لئے جنگلوں میں گزارا اور جب خلق خدا کو فیض پہنچانے پر تعینات کئے گئے تو مختصر عرصے میں بیٹھا رخواتین و

حضرات کی زندگی میں انقلاب ہی نہیں بلکہ مردہ قلوب کو ایک ہی قلندرانہ کامل نگاہ کے ذریعہ زندہ کر کے ذکر اللہ میں جاری و ساری کرڈا۔ قصہ مختصر یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ حاضر نظر کتابچہ میں قبلہ عالم حضرت سیدنا ریاض احمد گوہر شاہی مدظلہ العالی نے ہماری دیرینہ خواہش اور بے حد اصرار پر اپنی روحانیت کے حصول پر مبنی اپنی یاداشتیں محفوظ کرائیں اور تا کہ طالبین حق اور معتقدین اسے پڑھ کر رہنمائی ہی نہیں بلکہ اس سے صحیح معنوں میں مستفیض ہو سکیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ حضرت سیدنا ریاض احمد گوہر شاہی مدظلہ العالی کو عمر دراز عطا فرمائے اور تادریں۔۔۔۔۔ ان کا سایہ ہمارے سروں پر قائم و دائم فرمائے اور ہمیں ان سے صحیح معنوں میں مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاه سید المرسلین

خیراندیش

چیئرمین سرفروش پبلیکیشنز پاکستان

بسم الله الرحمن الرحيم

جب سنِ بلوغت کو پہنچا، تو فقیری کا شوق انتہا کو پہنچ چکا تھا۔ لیکن سیرابی کسی طریقہ سے نہ ہو رہی تھی۔ دن رات بابا گوہر علی شاہ کے مزار پر بیٹھا درود شریف پڑھتا رہتا۔ جتنے نوافل پڑھے جاسکتے پڑھ لیتا تجدبھی پڑھتا لیکن جس راستے کی تلاش تھی اس کا نام و نشان نہ ملتا۔

ہماری برادری کے ایک پولیس انسپکٹر جو پیر صاحب آف دیوال شریف کے مرید تھے مجھے مشورہ دیا کہ یہ راستہ بغیر مرشد کے طنہیں ہو سکتا، پہلے کسی کا دامن پکڑواور میں پیر صاحب آف دیوال شریف سے بیعت ہو گیا انہوں نے نماز پڑھنے کی تائید کی اور ایک تسبیح اللہ ہو پڑھنے کی بتائی اور جب بھی تہائی ملتی اللہ ہو پڑھتا رہتا۔ تقریباً ایک سال بعد نمازیں بھی ختم ہو گئیں اور وہ اللہ ہو بھی بے کیف رہ گیا، اپنے آپ کو کوہو کے بیل کی طرح پایا جو سارا دن پٹی باندھے سفر کرتا رہتا۔ سمجھا بہت دور پہنچ گیا ہوں جب پٹی کھلی تو وہیں موجود تھا، اب پیر صاحب سے بدگمانی ہونے لگی۔ ان کے باقی مریدوں سے ملا کوئی پانچ کوئی چھ سال سے ان کے مرید تھے۔ طو طے کی طرح اللہ ہو پڑھتے رہتے لیکن کسی کو محفل حضوری نصیب نہ ہوئی اور نہ ہی کوئی ذکر قلب تک پہنچا۔ البتہ وہ نماز روزہ کے پابند ہو گئے تھے۔ پیر صاحب سے بیت توڑنے کو کہا۔ کہنے لگے بیت کیوں توڑتا ہے۔ میں نے کہا میری پیاس نہیں بخھی اور اب گولڑہ شریف میں قسمت آزمانا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا قادری مرید چشتی سلسلہ سے فیض حاصل نہیں کر سکتا۔ میں نے کہا میری قسمت اور بیت توڑ گئی۔ اب گولڑہ شریف صاحبزادہ معین الدین صاحب سے بیت ہوا۔ انہوں نے نماز کے ساتھ ایک تسبیح درود شریف کی بتائی

میں نے کہا۔۔۔ کوئی ایسی عبادت بتائیں جو میں ہر وقت کر سکوں۔ بقول اس آیت
کے کہ جب نماز پڑھ لو میرے ذکر میں مشغول ہو جاؤ۔ اٹھتے بیٹھتے حتیٰ کہ کروٹیں لیتے بھی
انہوں نے کہ تو کس زمانے میں ایسی بات کرتا ہے ایسے طالب ختم ہو گئے۔ جانماز پڑھ
گناہوں سے توبہ کر۔ ایک تسبیح روزانہ درود شریف پڑھا کر، ماں باپ کی خدمت کر رزق
حلال کھا اور ہمارے آستانے میں بھی حاضری دیا کر۔ بس یہی کافی ہے میں نے کہا نماز بھی
پڑھتا ہوں۔ درود شریف کی بھی کئی تسبیحات پڑھتا ہوں لیکن پیاس نہیں بجھتی۔ انہوں نے
کوئی جواب نہ دیا اور بے رخی سے دوسرے شخص کی طرف متوجہ ہو گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد
آستانہ سے اٹھ کر چلے گئے۔ میں نے یہی سمجھا کہ ان کے پاس بھی ظاہری لبادہ ہے ورنہ
طالب سے اس طرح کوئی بے رخی نہیں کرتا اور بیٹھے ہی بیٹھے وہاں سے بھی بیٹ ٹوٹ گئی۔
اب میں ہر وقت پریشان رہتا کہ کوئی ایسا رہبر مل جائے جس سے سکون قلب
میسر ہو۔ میرے ایک دوست جو تصوف سے کچھ واقفیت رکھتے تھے مجھے ایک دوست کے
پاس لے گئے وہ درویش لمبا چونہ پہنے ہوئے تھا۔ جب ہم وہاں پہنچ توان کے خلیفہ نے گرم
گرم دودھ کے گلاس پیش کئے۔ کچھ امید قائم ہو گئی تھوڑی دیر تک فقیری کی باتیں ہوتی
رہیں منزل سامنے نظر آنے لگی اتنے میں انکے خلیفہ نے حقہ آگے بڑھایا۔ فقیر نے لمبے لمبے
کش لگائے اور چرس کی بوسارے کمرے میں پھیل گئی۔ میں جلدی جلدی کمرے سے
باہر نکل گیا۔ وہ دوست بھی پہنچ گیا اور سمجھانے لگا کہ ان فقیروں کی اپنی اپنی رمزیں
ہوتی ہیں۔ یہ چرس ان کے لئے حلال ہے بلکہ جس کو یہ پلا دیں اس کا بھی بیڑا پار ہے۔ میں
نے کہا نہ ہرام ہے اور مجھے اس کی بو سے نفرت ہے۔ جب خدا نمازوں، روزوں اور
تسبیحوں سے نہ ملا تو چرس پینے سے کیا امید ہو سکتی ہے۔ اس نے ایک شعر پڑھا

اللہ اللہ کرنے سے اللہ نہیں ملتا
اللہ والے ہیں جو اللہ سے ملا دیتے ہیں
بلکہ ایک ہی کش سے پہنچا دیتے ہیں
میں نے کہا میر ادل گواہی نہیں دیتا کہ یہ اللہ والا ہے۔ اس نے کہا پھر تیری قسم
ہی خراب ہے۔

کچھ دنوں کے بعد نواب شاہ سے ایک رشتہ دار آگئے۔ ان سے تفصیلی بات ہوئی
انہوں نے کہا کیا خبر تیری قسمت میں کامیابی ہے یا نہیں، خواہ مخواہ اپنا وقت ضائع کر رہا
ہے۔ تو جام داتار کے دربار پر چلا جا۔ وہ زندہ پیر ہیں تجھے اپنی مہم کا اشارہ ہو جائے گا۔ میں
جام داتار کے دربار پر پہنچا جمعرات کا دن تھا۔ رقصائیں سندھی زبان میں کچھ پڑھ کر ناج
رہی تھیں۔ سب زائرین بچے، جوان، بوڑھے ان ہی کی طرف متوجہ تھے، میں نے عشاء کی
نماز پڑھی کچھ نوافل پڑھے اور تھکن کی وجہ سے جلدی نیندا آگئی، رات کا کوئی حصہ تھا، کسی نے
مجھے جگایا دیکھا تو ایک بزرگ سامنے کھڑے تھے۔ ان کے قریب دوآدمی اور بھی تھے جو
صرف ایک ایک دھوتی پہنے ہوئے تھے۔ بزرگ نے کہا ان کے ساتھ جاؤ اور مساکیں کاٹ
لاؤ۔ میں ان کے دوآدمیوں کے ساتھ قریبی جنگل میں چلا گیا اور جھاٹ کی مساکیں توڑنے
لگا۔ تھوڑی دیر میں سیر سوا سیر کی لکڑیاں اکٹھی کر لیں۔ دوسرے ساتھی مجھ سے زیادہ توڑ چکے
تھے۔ کہنے لگے انہیں اٹھاؤ اب واپس چلتے ہیں، انہوں نے فوراً اٹھا لیں۔ میں نے بڑی
کوشش کی لیکن اٹھانہ سکا۔ حیران تھا کہ دومن کی بوری اٹھا لیتا ہوں لیکن یہ معمولی سا وزن
کیوں نہیں اٹھ رہا۔ میری پریشانی پر وہ لوگ بنسے اور کہنے لگے مرشد تو ہے نہیں اور فقر کے
لئے نکل پڑا۔ یہ کہہ کروہ چلے گئے اور میں نے اپنی ناکامی کا اشارہ پا کر بھی واپس لوٹانہ چاہا
سوچا مرشد ابو بکر حواریؓ کا بھی نہیں تھا وہ کیسے کامیاب ہوئے جب گھر سے نکل پڑا تو پوری

قسمت آزمائے اور درود شریف پڑھتا ہوا آگے کی طرف جنگل ہی جنگل میں چل پڑا نہ منزل
کا پتہ کہ کہاں جانا ہے بس دل میں یہی بات ہے کہ جہاں بھی جائے گا زمین اسی رب کی ہے
جس کی تلاش میں نکلا سات آٹھ سو کھی روٹیاں میرے پاس ہیں جوتے قمیض، بنیان اتار کر
پھینک دیئے، کمر میں ایک دھوتی ہے اور قرآن مجید گلے میں لٹکا ہوا ہے کئی دن سے سفر جاری
ہے۔ کسی جگہ نماز پڑھی جا رہی ہے کسی جگہ نوافل ادا ہو رہے ہیں اور کسی جگہ تلاوت کی جا رہی
ہے۔ بھوک کا نام و نشان مٹ گیا۔ عادتاً دو چار نوالے سوکھی روٹی کے چبایتیا ہوں۔ عجب
مستی ہے سمجھتا ہوں کہ فقیر بن گیا۔ آزمائش کے لئے چڑیوں کو حکم دیتا ہوں۔ ادھر آؤ۔ وہ
نہیں آتیں۔ پھر کہتا ہوں اچھا مر جاؤ۔ وہ نہیں مرتیں پھر سمجھتا ہوں کہ ابھی فقر ادھورا ہے۔

آج عصر کی نماز کے بعد جب سفر شروع ہوا تو ایک گدھا میرے باعث میں جانب
میرے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ میں نے اسے نظر انداز کر دیا کہ خود ہی تحک کرا لگ ہو جائے
گا۔ لیکن جب سے وہ ساتھ لگا خیالات بدلا نا شروع ہو گئے کہ رات آنے والی ہے۔ جنگل
میں پتہ نہیں کیسے کیسے درندے ہوں گے، ابھی تیرا حکم چڑیاں بھی نہیں مانتیں تو ان درندوں
سے کیا نہیں گا۔ وہ تجھے کھا جائیں گے اور تو دھوبی کے گھٹے کی طرح نہ دین کا نہ دنیا کا اسی
طرح مارا جائے گا۔ بڑی مشکل سے ان خیالات پر قابو پاتا ہوں، پھر ایک شعر کا نوں میں
گونجتا ہے۔

درود کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنه اطاعت کے کچھ کم نہ تھے کرو بیاں

اب اس شعر کے بارے میں بار بار سوچتا ہوں اتنے میں میری نظر گدھے پر
جا پڑی وہ مجھے دیکھ کر ہستا ہے میں پریشان سا ہو گیا کہ یہ کیسا گدھا ہے جو نہ رہا ہے۔ اب
وہ مجھے آنکھوں سے اشارہ کرتا ہے اور آواز بھی آتی ہے کہ میرے اوپر سوار ہو جاؤ میں ہتا

ہوں اور بچتا ہوں پھر گدھے کے ہونٹ ہلتے ہیں جیسے کچھ پڑ رہا ہو جوں جوں اس کے ہونٹ ہلتے گئے میں اس کی طرف کھنچتا گیا اور آخر خود بخود اس کے اوپر سوار ہو گیا وہ گدھا تھوڑی دیر بھاگا اور پھر ہوا میں اڑنے لگا۔ میں نے باقاعدہ راوی، چناب کے دریا عبور کرتے دیکھا، اپنے گاؤں کے اوپر بھی پرواز کی، یعنی اس گدھے نے پورے پاکستان کی سیر کرادی اور پھر مجھے وہیں اتارا جہاں سے اٹھایا تھا۔ اب فقیری کے سب نشے ہرن ہو چکے تھے۔ اپنی حالت اور حماقت پر غصہ آرہا تھا۔ میں جلد اپنے وطن پہنچ کر دنیا کے عیش چکھنا چاہتا تھا۔ میں جلدی جلدی قدموں سے جام داتا ر کے دربار کی طرف رات دن سفر کر کے پہنچا۔ میرے بہنوئی میری تلاش میں وہاں پہنچ چکے تھے۔ مجھے اس حالت میں دیکھا پوچھا کیا ارادہ ہے میں نے کہا بس منزل پالی ہے اب واپس چلتے ہیں۔

اس دن کے بعد یعنی بیس سال کی عمر سے بتیس 32 سال کی عمر تک اسی گدھے کا اثر رہا۔ نمازوں وغیرہ سب ختم ہو گئی۔ جمعہ کی نماز بھی ادا نہ ہو سکتی۔ پیروں فقیروں اور عالموں سے چڑھو گئی اور اکثر محفلوں میں ان پر طنز کرتا۔ شادی کر لی تین بچے ہو گئے اور کاروبار میں مصروف ہو گیا۔ زندگی کا مطلب یہی سمجھا کہ تھوڑے دن کی زندگی ہے عیش کرلو۔ فال تو وقت سینماوں اور تھیٹروں میں گزارتا، روپیہ اکٹھا کرنے کے لئے حلال و حرام کی تمیز بھی جاتی رہی۔ کاروبار میں بے ایمانی، فراؤ اور جھوٹ شعار بن گیا یہی سمجھئے کہ نفس امارہ کی قید میں زندگی کئنے لگی۔ سوسائٹیوں کی وجہ سے مرزا نیت اور کچھ وہابیت کا اثر ہو گیا الحمد للہ یہ اثرات اب زائل ہو چکے ہیں۔

نواب شاہ میں میری چھوٹی بہن رہتی تھی۔ اس کی بڑی لڑکی (عمر پندرہ سولہ سال) کو دورے پڑنے شروع ہو گئے ہاتھ پاؤں اکڑ جاتے اور زور سے چینیں مارتی اور کھی دو ران دورہ گھروالوں سے باتیں کرتی۔ اپنانام اور مذہب کچھ اور بتاتی۔ گھروالے پہلے

ڈاکٹروں کی طرف رجوع ہوئے، جب کوئی آرام نہ ہوا تو عاملوں کو بلایا۔ انہوں نے کہا
زبردست قسم کی دیوی ہے جو ہمارے بس سے باہر ہے۔ ایک دن دورے کی حالت میں لڑکی
نے کہا ملتان شاہ نمس^۱ کے دربار پر لڑکی حاضری دوتب چھوڑیں گے۔ اس کی والدہ لڑکی کو
ملتان دربار پر لے گئی۔ حاضری کے بعد بڑی بہن کے گھر چلی گئی جو ملتان کے قریب ایک
گاؤں میں آباد تھے۔ رات کو لڑکی کو وہاں دورہ پڑا اور اسی طرح کا دورہ بڑی بہن کی لڑکی
کو بھی پڑا۔ وہ گھبرا میں اور صبح دونوں بچیوں کو راولپنڈی لے آئیں۔ میں نے ساری کیفیت
پوچھی اور کہا کہیں اچھے ڈاکٹر کو دکھاتے ہیں۔ اثر وغیرہ سب بنی بنائی باتیں ہیں میرا خیال
تھا کہ یہ ہستریا کا مرض ہے جسے عامل حضرات جنتات کا مرض کہہ دیتے ہیں میں دونوں
لڑکیوں کو ایک دوست ڈاکٹر کے پاس لے گیا اور اس نے بھی یہی کہا ہستریا ہے ان کی
شادیاں کردو۔ اس نے انجکشن لگانا چاہا تو ایک لڑکی کارنگ لال ہو گیا۔ کہنے لگی ڈاکٹر ب
مانوں انجکشن لگا اور بازوآگے کر دیا۔ ڈاکٹر نے انتہائی کوشش کی لیکن سوئی گوشت میں نہ
جا سکی۔ ایسا لگتا کہ بازو پتھر کے ہو گئے۔ ڈاکٹر نے گھبراتے ہوئے کہا کہ انہیں کسی پیر فقیر
کے پاس لے جاؤ۔ یہ کوئی دوسری بات ہے میں نے پوچھا کیا تم بھی جنات جادو اور آسیب
وغیرہ کے قائل ہو۔ اس نے کہا جادو کے متعلق تو پہلے پارے میں تصدیق ہے۔ جنات کا
ذکر سورۃ جن میں ہے اور آسیب کے متعلق ایک آیت سنائی جس کا ترجمہ ہے کہ شیطان
انسان کو آسیب سے پا گل کر دیتا ہے۔ اس نے بتایا کہ لالہ زار میں سائیں اسلم ہے اسکو
دکھادو۔ بچیوں کو گھر لے آیا اور سوچتا رہا کہ انسان اشرف الخلوقات ہے۔ جنات اس کے
جسم میں کس طرح داخل ہو سکتے ہیں۔ یہ ناممکن ہے لیکن وہ ٹیکہ کی سوئی گوشت میں داخل
کیوں نہ ہوئی۔

رات کو دونوں بچیاں سو گنیں اور میں بیٹھ کر ان کی حفاظت کرنے لگا کیونکہ کبھی ان

کو دورہ پڑتا اور کبھی وہ چیختی چلتی باہر کو دوڑتیں۔ رات کا تقریباً ایک بجاء ہوگا میں نے دیکھا کہ ایک آگ کا شعلہ آیا اور ایک بھانجی کے سینے میں داخل ہو گیا اور اس کو دورہ پڑ گیا۔ صبح ہی صبح بچیوں کو سائیں اسلم کے پاس لے گیا اس نے اپنی ہتھیلی پر پھونک ماری اور ہتھیلی میں دیکھ کر ان کے گھروں کے نقشے اور جس طرح یہ بیمار ہوئیں اور جن جن درباروں پر حاضریاں دیں سب کچھ بتا دیا۔ حتیٰ کہ اسے میرے گاؤں والے مکان کا نقشہ بھی بتا دیا۔ لڑکیوں کو سامنے بٹھایا کچھ پڑھ کر پھونک ماری۔ لڑکیوں کی آواز اور رنگ بدل گئے۔ ان سے کہا تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔ ایک نے کہا میں دیوی ہوں اور دوسرا میری بہن ہے۔ سائیں اسلم نے بچیوں کو ڈنڈوں سے خوب مارا انہوں نے آئندہ نہ آنے کی قسم کھائی اور کلمہ پڑھ لیا۔ پانچ دن تک بچیاں ٹھیک رہیں اور پھر وہی حالت ہو گئی۔ ان مشاہدات سے میرا دھیان پلٹ چکا تھا۔ دوبارہ سائیں اسلم کے پاس لے گئے اس نے کہا کہ گھر کے اندر مائی صاحبہ کے پاس لے جاؤ۔ مائی صاحبہ نے ایک سفید رنگ کا تکیہ سامنے رکھا۔ اس پر کچھ پڑھا تو ایک سفید ریش بزرگ کا سایہ نمودار ہوا۔ ہم سے پوچھا کسی کو کچھ نظر آتا ہے۔ میں اور میری ایک بھانجی نے سر ہلا�ا۔ مائی نے کہا انہیں سلام کہہ کر اپنی کہانی سناؤ۔ یہ بڑی سر کار ہیں مجھے صرف دکھائی دیتے رہے اور یہ بھی محسوس ہوتا رہا کہ کچھ باتیں کر رہے ہیں اور ہاتھ اور سر بھی ہلتے نظر آئے لیکن بھانجی سے تفصیل سے بات ہوئی۔ انہوں نے کہا، ریاض کے کاروبار میں جو نقصان ہو رہا ہے وہ بھی جادو ہی کی وجہ سے ہے اور کہا ملتان والی کو جلد آرام آجائے گا لیکن تم کو بیماری کے لئے اور ریاض کو کاروبار کے لئے سات جمعرات تک ہمارے پاس دربار پر آنا پڑے گا اور اتنے ہی چکر مائی صاحبہ کے دربار پر جوروں کے پاس ہے لگانے پڑیں گے۔ اسی دن کے بعد ملتان والی بھانجی ٹھیک ہو کر ملتان چلی گئی ہم ماموں بھانجی درباروں کے طوافوں میں لگ گئے۔ جب ہم بڑی سر کار یا

دوسرے بزرگ کے مزار پر جاتے دل، ہی دل میں السلام علیکم کہتے اور دل، ہی دل میں علیکم السلام، جواب مل جاتا اور کبھی تربت کی چادر پر اور کبھی دیوار پر مجھے بزرگ کا عکس کا نظر آتا۔ مسکراتے اور غائب ہو جاتے۔ اب مجھے دربار والوں سے محبت ہو گئی تھی۔ کام کا ج میں بھی خیال ان ہی کی طرف رہتا۔ ہر وقت ولیوں سے متعلقہ کیشیں سنتا رہتا اور جو جذبہ اور شوق بارہ سال پہلے تھا دوبارہ ابھر آیا۔

ایک رات دیکھا کہ ایک سفید رنگ کی روشنی کا رکی بیویوں کی طرح تیز کمرے میں پھیلی جب کہ سردیوں کا موسم تھا اور کمرہ چاروں طرف سے مکمل بند تھا۔ میں اور میرا بھائی عمر تقریباً ۱۸ سال اور میری بیوی کمرے میں سور ہے تھے بھائی ڈر کر چینخنے لگا اور بیوی بھی گھبرائی اور میں بھی حیران تھا کہ یہ روشنی کہاں سے آئی اور ایک لمحہ کے بعد کہاں چلی گئی میں ابھی سوچ رہا تھا کہ کمرہ پھر منور ہوا۔ روشنی آنکھوں کو خیرہ کر دینے والی تھی منت آدھ منٹ کے بعد ختم ہو گئی اس روشنی کے بعد مجھے سخت بخار ہو گیا اور چار پائی بھی ساری رات لرزتی رہی۔ دوسری رات تقریباً اسی وقت روشنی میں ایک بزرگ نظر آئے مجھ سے مخاطب ہوئے اور کہا۔ بیٹا اب تمہارا وقت آچکا ہے ہوشیار ہو جاؤ۔ باقاعدہ نماز شروع کرو۔ گناہوں سے تائب ہو جاؤ روزانہ بعد نماز مغرب کسی شیریں چیز پر اولیاء انبياء کی ارواح کے لئے فاتحہ پڑھا کرو تاکہ تمہارے گناہوں کا کفارہ ادا ہو اور فرش پر سویا کرو۔ میں نے ان نصیحتوں پر دل سے عمل شروع کر دیا۔

وہ بزرگ اکثر نظر آتے رہتے۔ کبھی بات کرتے اور کبھی بغیر بات کے غائب ہو جاتے ایک دن میں بری سرکار کے مزار پر گیا وہی بزرگ ایک سائے کی شکل میں چادر پر بیٹھے نظر آئے۔ ہر سوال کا جواب تسلی بخش دیا۔ اب مجھے یہ یقین ہو چکا تھا کہ بزرگ بری امامؐ کی روح مبارکہ ہے یہ باتیں میرے دوستوں اور رشتہ داروں کو بھی معلوم ہوئیں کوئی

کہتا صحیح ہوگا۔ اکثر فراؤ ہی سمجھتے۔ میرے محلہ میں ایک نوجوان لڑکی چند ماہ سے پاگل ہو گئی تھی نہ ڈاکٹروں اور نہ ہی عاملوں کے تعویزات سے اثر ہوتا۔ میرے ماموں شش و پنج میں تھے مجھے ان کے گھر لے گئے اور کہا اپنے بزرگ کو بلا و تاکہ لڑکی ٹھیک ہو جائے۔ ان کا مطلب تھا کہ اس طرح حق و باطل کا پتہ چل جائے گا۔ وہی سایہ میرے سامنے آیا لڑکی پر دم کیا اور پانی بھی دم کر کے دیا اور وہ لڑکی ٹھیک ہو گئی۔ اسکے بعد ایسے ہی مریض آنے شروع ہو گئے جنہیں شفاء ہو جاتی اور میری انڈسٹری کا کاروبار بھی خوب چمکنے لگا، تقریباً ایک سال بعد اس سایہ نے حکم دیا کہ اب تزکیہ نفس کے لئے تین دن کے اندر اندر دنیا چھوڑ دو۔ حکم کو تیرا دن تھارات کے بارہ نجح رہے تھے بیوی کو ایک نظر سر سے پاؤں تک دیکھا سب سے لاڈ لے بچے کو آخری بوسہ دیا اور آنکھوں میں آنسو لئے ہوئے دھیرے دھیرے قدموں سے نامعلوم منزل کی طرف روانہ ہوا قدم لڑکھڑا رہے تھے اتنے میں ایک ٹیکسی قریب آکر کی پوچھا کہاں جانا ہے میں نے کہا جی ٹی ایس کے اڈہ پر، ٹیکسی سڑک پر دوڑ رہی تھی اور میں اپنے آبائی شہر کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خیر آباد کہہ رہا تھا۔ داتا صاحب اور پھر سخنی سلطان باہُوؒ کے دربار پر گیا اور ان ہی کے حکم کے مطابق نورالہدی خریدی اور پھر سہوں شریف کے لئے روانہ ہو گیا۔ بس کے طویل سفر میں نورالہدی کو پڑھتا رہا اس کی ہر سطر میرے دل میں اثر کر رہی تھی، ایک جگہ پر لکھا تھا کہ جو اس کتاب کو پڑھ کر بھی واصل باللہ نہ ہوا کم بخت بے نصیب ہے اور میں اب دوبارہ اپنے نصیبوں کو آزمائے کے لئے ایک سہارے کے ساتھ جا رہا تھا کسی اشٹاپ پر بس رکی میں پانی پینے کے لئے ایک ہوٹل میں گیا میں نے دیکھا میرا منہ بہت لمبا ہو گیا ہے اپنی ٹھوڑی اور ہونٹ دکھائی دینے لگے۔ قدم ادھر ڈالتا ادھر پڑتا لوگ مجھے عجیب نظروں سے دیکھتے اور میں بھی سمجھ چکا تھا کہ یہ کتاب پڑھ کر واقعی دیوانہ جسم ہو گیا ہوں۔ میں نے سوچا اب تو دنیا میں رہنے کے قابل بھی نہ رہا۔

ہر شخص اس عجیب شکل اور عجیب چال پر مذاق اڑائے گا۔ ایسے جانوروں کاٹھکانہ جنگل ہی ہے۔ سکھرتک بس کا سفر کیا اب ریل سے سہوں شریف جانا تھا۔ ریل میں اونگھ آگئی دیکھا سامنے لال شہباز قلندر کا روضہ ہے۔ میں وہاں کھڑا ہوں اور ایک پیگڑی سر پر باندھی جا رہی ہے اور جب سہوں پہلی مرتبہ میں پہنچا تو بالکل وہی روضہ نظر آیا، مغرب کا وقت ہے لوگ رقص کر رہے ہیں اور اپنے حال سے بے خبر لوٹ پوٹ ہو رہے ہیں۔ کان میں آواز آئی شہباز کے عاشقوں کا یہ حال ہے اور تو اللہ کے عشق کا دعویدار ہے۔ اشیش کے سامنے والی پہاڑی پر چلا جا اور جو طریقہ ”نور الہدی“ میں لکھا ہے اسی طریقہ سے تصور سے اسم ذات کا ذکر کر۔ میں اسی وقت پہاڑی کی طرف چلا گیا اور اسم ذات کے ذکر میں مشغول ہو گیا۔ دوران ذکر اونگھ آگئی دیکھا کہ محفل لگی ہوئی ہے کئی بزرگ بیٹھے ہیں ایک بزرگ جن کا جسم موٹا دراز قد اور دراز مونچھوں والے میری طرف اشارہ کر کے پنجابی زبان میں کہتے ہیں۔

اسیں آں قلندر دیوانے لجپاں دے

جسم میں لرزش اسی روشنی والی رات ہی سے شروع تھی اور دل کی دھڑکن سخنی سلطان باہُو کے دربار سے ہی نمایاں ہو گئی تھی اور آج وہی دھڑکن اللہ ھو میں تبدیل ہو گئی تھی میں اپنی قسمت پر بہت خوش تھا اور جس راز کو بچپن ہی سے درباروں غاروں اور جنگلوں میں ڈھونڈ رہا تھا اپنے قلب میں پایا۔ تین دن تک شرابی کی طرح پہاڑی پر لطف اندوز ہوتا رہا۔ نہ گرمی کی پرواہ اور نہ ہی بھوک پیاس کی چاہ رہی۔ رمضان کا مہینہ تھا روزوں کا خیال آیا۔ سحری کو اشیش چلا جاتا اور افطاری کے لئے سامان خرید کر لے آتا۔ شروع شروع میں اس پہاڑی پر ڈرگلتا تھا لیکن کچھ ماہ بعد خوف بالکل ختم ہو چکا تھا۔ میری آنکھیں اندھیرے کی عادی ہو گئی تھیں۔ رات کو دور تک ہر چیز دیکھ سکتا تھا کبھی کبھی قریبی دریا پر نہانے کے لئے چلا جاتا اور واپسی پر اشیش سے پختے وغیرہ خرید لاتا۔ رات ہر حالت میں

اس پہاڑی پر گزارتا۔ ہر رات کچھ کشف ضرور ہوتا اور دل کی دھڑکن بھی اسم اللہ کے ساتھ تیز ہوتی رہتی۔ ایک رات میرے قریب کافی گستاخ گئے اور بھونکنا شروع کر دیا۔ کانٹے کے لئے دوڑتے لیکن قریب آ کر ک جاتے پھر گھنگھرو کی آواز چاروں طرف سے آنے لگی اور پھر میرے اوپر پھر برنسا شروع ہو گئے اور میں چپ چاپ دبکارہا کچھ پھر لگے اور کچھ اوپر سے گزر گئے۔ آج سارا دن اسٹیشن پر بیٹھا رہا لیکن رات کو پہاڑی پر جانے سے ڈر لگ رہا تھا۔ پھر سوچا اللہ ہو کرنا اور موت سے ڈرنا یہ توکل کے خلاف ہے اور پہاڑی پر چلا گیا۔ آج کی شب جب سورۃ مزل کی تلاوت کر رہا تھا میں نے دیکھا فجر کا سماں پیدا ہو گیا اور پہاڑی کے ارد گرد بے شمار کر سیاں بچھ گئیں اور پھر ان کر سیوں پر بے شمار بزرگ عربی لباس میں ملبوس رونق افروز ہوئے۔ تیرہ آدمی میرے قریب کھڑے کر دیئے گئے اور ایک صد آٹی آج چناؤ ہونے والا ہے۔ وہ آدمی مجھ سے عمر میں کافی بڑے تھے کسی نے صرف کپڑے کی دھوئی اور کسی نے درختوں کے پتوں سے اپنا جسم ڈھانپا ہوا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ عرصہ سے جنگلوں میں چلے اور وظیفے کر رہے ہیں۔ میں اپنے آپ کو ان کے سامنے مکھی کی مانند سمجھ رہا تھا اور ان نورانی شکلوں میں کھڑا ہونے سے بھی شرم آرہی تھی۔ اتنے میں آسمان سے بھلی کی مانند ایک لمبی رو آٹی اور میرے جسم پر آن گری حاضرین حیران تھے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کل کا آیا ہوا پرانوں پر سبقت لے جائے ان تیرہ آدمیوں کے منہ سے نکلا کہ شاید کچھ بھول ہو گئی اتنے میں دوبارہ برقی رو آٹی اور میرے جسم پر آن گری۔ ان تیرا آدمیوں میں سے کسی نے غصہ سے کسی نے حیرت سے میری طرف دیکھا اور چلے گئے اس واقعہ کے بعد میرا جسم سخت بھاری ہو گیا اور میں بغیر کوئی مشق کئے لیٹ گیا۔ بال بال سے اللہ ہو کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ حتیٰ کہ دل سے ایسی سُر میلی آواز آ رہی تھی جیسے کوئی بچہ اللہ ہو پڑھ رہا ہے میں جس سمت دیکھا لفظ ”اللہ“ لکھا نظر آتا اور اب دل پر بھی خوش خط سنہری لفظوں

میں لفظ ”اللہ“ نظر آیا۔ بے اختیار زبان سے سبحان اللہ نکلا۔ آج کے بعد کئی قسم کی مخلوق اور کئی بزرگوں کی ارواح مجھے دیکھنے کے لئے آتے۔

ایک صبح جب رفع حاجت کے لئے پہاڑی سے نیچے اترنے لگا دیکھا بے شمار موٹے موٹے سیاہ رنگ کے چیونٹے میرے اردو گرد دائرہ بنائے بیٹھے ہیں میں حیران تھا کہ ان سے کس طرح گذر کے جاؤں یہ پاؤں کو کامیابی میں گے اتنے میں ایک موٹا سا مکوڑا اپنی چلکے سے ہلا اور میری طرف مخاطب ہوا۔ آواز آئی ڈرونہ میں ہم تمہاری حفاظت کے لئے مامور کئے گئے ہیں۔ میں نے کہا تم تنفسی تنفسی جانیں میری کیا حفاظت کرو گے۔ اس نے کہا یہاں سانپ بچھو اور زہر میلے کیڑے بہت زیادہ ہیں، ہم ان سے بخوبی نپٹ سکتے ہیں اس کے بعد انہوں نے میرے گزرنے کا راستہ چھوڑ دیا۔ کسی کسی دن یہ مکوڑے بھی میرا حصا رکرتے۔

شروع میں پہاڑی پر جب اسم ذات کی مشق کرتا تو مجھے کئی بزرگ اپنے پاس کھڑے یا بیٹھے نظر آتے کچھ بہت ہی خوبصورت قسم کی عورتیں آتیں اور ان کو جھک کر سلام کرتیں۔ ان کے ہاتھوں میں گول قسم کے سنکھے ہوتے اور وہ ان بزرگوں کو جھلتی رہتیں لیکن جب وہ عورتیں میرے سامنے آتیں تو اکڑ کے مسکرا کے گزر جاتیں اور مجھے اپنی کمتری کا سخت احساس ہوتا۔ اس برقی روکے بعد دوسرا رات بھی وہ عورتیں آئیں جب قریب سے اترتا کر گزر رہی تھیں تو آواز آئی اس کو اللہ نے عزت دی ہے تم بھی اس کی تعظیم کرو اور اس آواز کے ساتھ وہ کمر تک جھک گئیں اور شرمندہ ہو کر چلی گئیں۔ جب کبھی دل پریشان ہوتا یا بال بچوں کی یادستانی تو وہی عورتیں ایک دم ظاہر ہو جاتیں۔ دھماں کرتیں اور پھر کوئی نعت پڑھتیں اور وہ پریشانی کا لمحہ گزر جاتا اور کبھی جسم میں درد ہوتا تو وہ آکر دبادیتیں۔ جس سے مجھے کافی سکون ملتا۔ یاد رہے یہ سب ناسوتی واقعات پیش کئے جا رہے ہیں۔ حالات بالا اور راز بالا کی اجازت نہیں ہے۔

اب سردیوں کا موسم آچکا تھا اس وجہ سے لعل باغ کا اشارہ ہوا عصر کے وقت لعل باغ پہنچا، حالات اور جگہ کا جائزہ لیا ایک گول سامنی کا چبوترہ تھا اس کے اوپر ایک درخت جھکا ہوا تھا اور اشارہ بھی اسی درخت کے نیچے بیٹھنے کا تھا۔ باغ کے کونے میں ایک جھونپڑی تھی جہاں ایک ادھیر عمر کی عورت کچھی رہی تھی۔ دوسری طرف ایک اور بزرگ عمر تقریباً 100 سال بیٹھے ہوئے تھے میں نے ان سے باغ کے حالات معلوم کئے اور کہا کچھ دن اس چلہ گاہ میں عبادت کرنا چاہتا ہوں۔ بزرگ نے کہا میں چالیس سال سے چلے کاٹ رہا ہوں، گھر بار چھوڑا، انانج چھوڑا، مٹی کھائی، معدہ کو خراب کیا لیکن فقیری نہیں ملی۔ تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ اپنی جوانی بر بادنہ کرو۔ جا کے ماں باپ کی خدمت کرو اور بچوں کی پورش کرو۔ بس یہی فقیری ہے، ہر شخص قلندر نہیں بن سکتا اور اس نے یہ بھی بتایا کہ چلہ گاہ بہت سخت ہے یہاں کئی لوگ عبادت کی غرض سے آئے ایک رات بھی چلہ گاہ میں نہ ٹھہر سکے کئی کو جانی نقصان ہوا۔

آدمی رات کا وقت تھا۔ چلہ گاہ میں داخل ہونا چاہا لیکن سخت اندر ہیرا اور بزرگ کی باتوں کا خوف رکا وٹ بن گیا چلہ گاہ سے دوریت پر بیٹھ کر آنکھیں بند کر کے اللہ ہو کی مشق شروع کر دی۔ جب دوز انوں بیٹھے تھک گیا آلتی پالتی بیٹھ گیا۔ ایسا محسوس ہوا کہ کوئی چیز رانوں پر رینگ رہی ہے آنکھیں کھولیں، دیکھا ایک لمبا موٹا سیاہ رنگ کا سانپ رانوں سے گزر رہا تھا آدھا گزر چکا تھا اور باقی میرے دیکھتے دیکھتے گزر گیا۔ مجھے لرزہ طاری تھا کہ یہ اگر کاٹ لیتا تو کیا ہوتا آواز آئی بچانے والا جب یہاں بچا سکتا ہے تو چلہ گاہ میں بھی بچا سکتا ہے۔ میں فوراً اٹھا اور چلہ گاہ میں اسی درخت کے نیچے بیٹھ کر پھر مشق شروع کر دی۔ میرے پاس پانچ صد روپے بچے ہوئے تھے کچھ اس عورت کو اور کچھ دوسرے فقیروں کو بانٹ دیئے۔ کبھی کوئی چائے کی پیالی پلا دیتا اور کبھی کوئی کھانا کھلا دیتا۔

آج بھوک بہت ستارہ ہی ہے پیٹ میں بل پڑھ کے ہیں اور پیٹ سے آواز آتی ہے ہائے بھوک، ہائے بھوک اور سر میں بھی بھوک کی وجہ سے درد ہو رہا ہے۔ دوپہر کو کچھ زیارتی ایک بس پر باغ میں آئے انہوں نے کسی مراد کے پورا ہونے پر پلاو کی دیگ خیرات کرنی تھی۔ میرے سامنے بکرا کٹا چاول بھگے۔ آگ جلی اور پلاو تیار ہو گیا۔ اب وہ لوگ اپنے آدمیوں کو مٹی کی پلیٹوں میں ڈال کر دینے لگے اتنے میں ایک کٹورا اٹھائے ہوئے میں بھی پہنچ گیا۔ میرا خیال تھا کہ خیرات غریبوں مسکینوں کے لئے ہوتی ہے اور اس وقت میں بھی کسی مسکین سے کم نہ تھا۔ جو شخص دیگ پر کھڑا تھا مجھے سختی سے ڈانٹ دیا اور کہا جہاں بھی جاؤ یہ مانگنے والے پہنچ جاتے ہیں۔ میری صورتِ حال دیکھ کر ایک شخص کو ترس آگیا اور بڑی حلیبی سے کہنے لگا کہ سامنے بیٹھ جاؤ ہمارے آدمی کھالیں اگر کچھ نصیح گیا تو تمہیں دے دیں گے اور میں اپنے نفس کو برا بھلا کھتا وہاں سے چل دیا لیکن اتنی بے عزمی کے بعد بھی بھوک نہ مت رہی تھی۔ تب میں نے پیلو کے پتے کھانے شروع کر دیئے۔ وہ کڑوے تھے لیکن پھر بھی کافی مقدار میں کھا گیا۔ اب پتوں کی وجہ سے زبان پر چھالے پڑ گئے۔ تیرے دن مستانی نے کچھ سوکھے ٹکڑے دیئے۔ لیکن چبائے نہ جاسکے۔ مستانی کا حال بھی میری ہی طرح تھا، اگر کوئی زیارتی دوچار روپے دے جاتا تو وہ دوکان سے آٹا چینی لے آتی اور جب کہیں سے کچھ نہ ملتا تو بھوک ستاتی۔ دو تین دن تک تو برداشت کرتی آخربُودڑی اٹھاتی اور کسی نہ کسی گاؤں سے ٹکڑے مانگ لاتی جس سے میرا کام بھی چل پڑتا۔ میں نے وہ ٹکڑے ایک درخت کی جڑ میں رکھ دیئے اور رات کو چلمہ گاہ میں چلا گیا۔ آج بھوک کی وجہ سے ذکر انفاس صحیح طور پر نہ ہوا۔ صحیح زبان قدرے بہتر نظر آئی۔ جب درخت کی طرف گیا تو ٹکڑے کوئی گتائے گیا تھا۔ بڑا افسوس ہوا۔ اب مستانی کی جھونپڑی کی طرف گیا مستانی عید منانے کے لئے علی اصلاح ہی بھٹ شاہ چلی گئی تھی۔ جھونپڑی میں تلاش کیا کہ شاید کچھ کھانے کو مل

جائے لیکن کچھ بھی نہ ملا۔ آج عید کا دن تھا سخنی شہباز قلندر کے پروانے عید منانے کے لئے باغ میں جمع ہو رہے تھے اور رنگ برنگے کھانے تیل کے چولہوں پر پکنا شروع ہو گئے۔ میں ایک کونے میں بیٹھا یہ تماشا دیکھ رہا تھا نفس کہتا عید کا دن ہے کچھ تو ماںگ کر کھادے اور مجھے دیگ والوں کی بات یاد آگئی۔ —— نفس کو کہتا اللہ کو غیرت پسند ہے صبر کر۔ سامنے ایک جوان سی عورت سویاں پکار رہی تھی اور میری نظروں کا جائزہ بھی لے رہی تھی۔ کہتے ہیں عورت کی چھٹی حس بہت تیز ہوتی ہے۔ وہ سمجھ گئی اور اپنی پانچ چھ سالہ بچی کو ایک پلیٹ میں سویاں ڈال کر مجھے بھیجیں۔ میں کھا بھی رہا تھا اور رب کا شکر بھی ادا کر رہا تھا کیونکہ دوسال میں پہلی دفعہ مجھے سویاں نصیب ہوئی تھیں۔ ان سویوں کے ذائقہ کے بعد نفس میں دوبارہ جان آگئی اور اب بھوک کی طلب پہلے سے بڑھ گئی۔ تھوڑے بہت پتے چبائے جاتے کیونکہ متاثر ایک ہفتہ تک واپس نہ آئی تھی بھوک کی وجہ سے آج سخت کمزوری محسوس کر رہا ہوں، سر کا درد بھی زوروں پر ہے۔ سوچا اس سے بہتر ہے کہ مر رہی جاؤں۔ سر کو پھر مارنا شروع کر دیا کہ کسی طریقہ سے پھٹ جائے لیکن نہ سر پھٹا اور نہ ہی میں مرا۔ ہوا تیز چل رہی تھی اور میں بڑا سنبل سنبل کر چلے گاہ کی طرف جا رہا تھا کہ کمزوری کی وجہ سے کہیں اڑنے جاؤں۔ چلے گاہ میں بیٹھا ہب معمول فاتحہ پڑھ رہا تھا کہ ایک شخص آ کر قریب ہی بیٹھ گیا۔ اس کے ہاتھ میں کٹے ہوئے سیبوں کی پلیٹ تھی۔ میں نے پلیٹ پہچان لی، یہ وہی پلیٹ تھی جسم میں سیب کاٹ کر میں راولپنڈی میں فاتحہ دیا کرتا تھا۔ اس نے پلیٹ میرے ہاتھوں میں دی اور کہا یہ سیب حضرت فاطمۃ الزہرہ نے بھیجے ہیں اور کہا ہے کہ تم حالتِ خوشی میں ہم کو یاد کیا کرتے تھے اور آج حالتِ غمی میں ہم نے تم کو یاد کیا ہے۔ میں نے وہ سیب کھائے اور کئی سال ایسے لگا جیسے پیٹ بھرا ہوا ہے۔ کھانا ملتا تو کھالیتا اور نہ بھوک نہ لگتی۔ ایک دن پھر میلی جگہ پر پیشاب کر رہا تھا، پیشاب کا پانی پھرلوں پر جمع ہو گیا اور ویسا ہی سایہ مجھے پیشاب کے پانی میں

ہنستا ہوا نظر آیا، جس سائے سے مجھے ہدایت ملی تھی۔ میری اس وقت کیا حالت تھی میں بیان نہیں کر سکتا۔ میں جس کو ایک روحانی چیز سمجھتا تھا، جس کے حکم کے مطابق گھر بار چھوڑا، ماں باپ، بیوی بچوں کی محبت کو ٹھکرایا، آج میں اس سے بدگمان ہو چکا تھا۔ اگر وہ سایہ رحمانی ہوتا تو ناپاک جگہ کیوں نظر آتا۔ یہی خیال اور یقین تھا کہ یہ کوئی شیطانی روح ہے جو تیرے ساتھ لگ گئی اور تجھے بالکل بر باد کر کے اپنا اصل دکھایا۔ اسم اللہ بھی رگ رگ میں بس چکا تھا اور اس کو بھی چھوڑنے کو دل نہیں چاہ رہا تھا۔ جب دل کی طرف دیکھا تو سوچتا اسی سائے کی وجہ اور مدد سے میں اس قابل ہوا لیکن پھر وہ بات سامنے آ جاتی، سمجھ میں نہ آتا کیا کروں۔ آخر اپنی سابقہ زندگی کا بغور مطالعہ کیا۔ معلوم ہوا کہ اس سایہ کے لگنے سے پہلے تیرا ہر قدم گناہوں میں تھا۔ رب کو بھولا ہوا تھا رب اور اس کے حبیب ﷺ سے تجھے کوئی محبت نہ تھی اب اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کے عشق میں روتا ہے گناہوں سے نفرت ہے، نماز تلاوت اور ذکر و فکر میں دل جمعی ہے گویا سایہ شیطانی، ہی سہی لیکن اس کی وجہ سے تجھے ہدایت ہوئی اب اس سایہ سے کوئی مطلب نہ رکھ بلکہ ہدایت سے مقصد ہے۔ عبادت کے لئے نماز روزہ نوافل تلاوت اور اذکار کافی ہیں ہدایت کے لئے نور الہدیٰ کافی ہے۔ یہ خیال آنے کے بعد میں دوبارہ مضبوط ہو گیا اسکے بعد وہ سایہ چلہ گاہ میں نظر آیا لیکن میں نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی اور پھر وہ بھی نظر آنا بند ہو گیا اب یہی خواہش ہے کہ کسی طریقہ سے حضور پاک ﷺ کا دیدار ہو جائے، رات کا پہلا ہی حصہ تھاد دیکھا کہ ایک سانو لے رنگ کا آدمی سر سے نگاہ میرے سامنے موجود ہے گلے میں ایک تختی پر بغیر زیروز بر کے محمد لکھا ہوا ہے آواز آئی یہی رسول اللہ ہیں۔ سجدہ تعظیمی کرو۔ میرے ذہن میں سوال ابھر ا رسول اللہ ﷺ تو نوری ہیں، یہ سانو لے کیوں ہیں جواب آیا تیرا دل ابھی سیاہ ہے۔ سیاہ آئئے میں سفید بھی سیاہ ہی نظر آتا ہے بات سمجھ میں آئی اٹھنا چاہا لیکن معلوم ہوا کہ جسم پر سخت گرفت ہے اور وہی

سایہ سر پر مسلط ہے۔ قدم بوئی کالمحہ گزر گیا دل میں سخت ملاں ہے اور اس سایہ پر بڑا غصہ آرہا ہے۔ جی چاہتا ہے کہ سایہ کو خوب گالیاں بکوں لیکن یہ بھی خیال آتا ہے کہ اس سے ہدایت بھی ہوئی اور خون جگر پی کر رہ جاتا ہوں وقت گزرتا گیا اسم ذات کے ذکر قلبی روحی سری وغیرہ ہوتے رہے۔ ایک دن ذکر جہر کی ضربیں لگا رہا تھا دیکھا کہ ایک سیاہ رنگ کا موٹا تازہ گتسانس کے ذریعے باہر نکلا اور بڑی تیزی سے بھاگ کر دور پہاڑی پر بیٹھ کر مجھے گھورنے لگا اور جب ذکر کی مشق بند کی تو دوبارہ جسم میں داخل ہو گیا۔ اب دوران ذکر گا ہے بلگا ہے میں اس گستے کو دیکھتا۔ کچھ عرصہ کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ کافی کمزور ہو چکا تھا۔ ایک دن ایسا بھی آیا کہ وہ جسم سے نکلتا لیکن کمزور ہونے کی وجہ سے بھاگ نہ سکتا۔ اللہ ہو کی ضربوں سے اس طرح چختا چلاتا جیسے اسے کوئی ڈنڈوں سے مار رہا ہو۔ اب کئی دنوں سے اس کا جسم سے نکلنے بند ہو گیا تھا لیکن دوران ذکر ناف کی جگہ بچے کی طرح رونے کی آواز آتی کہ ہائے میں مر گیا ہائے میں جل گیا۔ تقریباً تین سال بعد جہاں سے رونے کی آواز آتی اب کلمہ کی آواز آنا شروع ہو گئی اور دن بدن یہ آواز بڑھتی گئی ناف کی جگہ ہر وقت دھڑکن رہتی جیسا حاملہ کے پیٹ میں بچھے ہو۔ ایک دن ذکر میں مشغول تھا جسم سے پھر کوئی چیز باہر نکلی دیکھا تو ایک بکرا میرے سامنے ذکر سے جھوول رہا تھا کبھی وہ بکرا میرے جسم میں داخل ہو جاتا اور کبھی میرے ساتھ ساتھ رہتا۔

کچھ ماہ بعد اس بکرے کی شکل بدلا شروع ہو گئی کبھی تو وہ مجھے بکرا دکھائی دیتا اور کبھی میری شکل بن جاتا۔ اب وہ میری شکل بن چکا تھا۔ فرق صرف آنکھوں میں تھا اس کی آنکھیں گول اور بڑی تھیں میرے ساتھ ذکر میں بیٹھتا میرے ساتھ نماز پڑھتا اور کبھی کبھی مجھ سے با تین بھی کرتا اور ایک دن اس نے اپنا سر قدموں میں رکھ دیا اور کہا اے باہم شخص جانتا ہے میں کون ہوں میں نے کہا خبر نہیں کہنے لگا میں تیرا نفس ہوں میں اور میرے

مرشد نے تجھے دھوکہ دینے کی بڑی کوشش کی لیکن تیرا مرشد کامل تھا جس نے تجھے بچالیا۔ میں نے کہا میرا مرشد کون۔ اس نے کہا جس سایہ سے تجھے ہدایت ہوئی وہ تیرا مرشد تھا اور جس کی وجہ سے تجھے بدگمانی ہوئی وہ میرا مرشد ابليس تھا جو تیرے مرشد کے روپ میں پیشاب میں نظر آیا جو مصنوعی۔۔۔ رسول۔۔۔ بن کر آیا تھا وہ بھی میرا ہی مرشد تھا اور اس وقت جس نے تجھے سجدہ ابليس سے بچالیا وہی تیرا مرشد تھا۔

آج آدھی رات ہو چکی ہے میں حسبِ معمول ذکر انفاس میں مشغول ہوں چلے گاہ کے باہر گھنٹیوں کی آوازیں آنا شروع ہو گئیں اور آہستہ آہستہ میوزک کی طرح بلند ہونے لگیں۔ میں نے چلے گاہ سے اٹھ کر دیکھا پندرہ بیس لڑکیاں گول دائرے کی شکل میں رقص کر رہی تھیں جسم پتلے اور قد درمیانہ تھے پشت پر پرندوں کی طرح پر لگے ہوئے تھے جن کے اوپر بال تھے رقص بھی انوکھا اور مخلوق بھی عجیب تھی۔ سماں بھی دن کی طرح ہو گیا تھا میں نے سمجھا پریاں ہیں اور ان کا رقص دیکھنے میں محو ہو گیا۔ آواز آئی انہیں چھوڑ ذکر کر۔ میں نے کہا ذکر تو روز ہی کرتے ہیں اور روز ہی کریں گے لیکن یہ رقص تو بھی نہیں دیکھا اور شاید آئندہ بھی نہ دیکھ پائیں۔ میں چاہتا تھا کہ ان کی شکل بھی صاف صاف نظر آئے میں دو قدم آگے بڑھتا ان کا دائرة بھی دو قدم پیچھے ہٹ جاتا اور اسی طرح بڑھتے ہٹتے ہوئے اور ان کے چہرے کا تجسس لئے ہوئے میں باغ سے باہر نکل گیا اور پھر وہ مخلوق نظروں سے غائب ہو گئی۔ بڑے بڑے قد کے کالے آدمی میرے اوپر جھپٹے خوب مارا اتنا مارا کہ میں بے ہوش ہو گیا جب سورج کی روشنی منہ پڑی تو ہوش آیا جسم سخت دکھر ہاتھا ہر ہڈی درد طاہر کر رہی تھی سوچا اگر مر جاتا تو کیا ہوتا، وہ سائے جوار گرد منڈلاتے رہتے تھے آج وہ بھی کام نہ آئے ان پر توقع بیکار ہے میں اپنے آپ کو ایک ولی سمجھنا شروع ہو گیا تھا لیکن آج پتہ چلا کہ میں کچھ بھی نہیں خواہ مخواہ اتنا عرصہ ضائع کیا پھر وہی خیالات شروع ہو گئے دھوپی کا گتھا گھر کا نہ

گھاٹ کا۔ اگر تیر امرشد کامل ہوتا تو ضرور مدد کو پہنچتا اور اس بزرگ کی بات بھی یاد آئی کہ ہر شخص قلندر نہیں بن سکتا، اب ماں، باپ اور بچے یاد آنا شروع ہو گئے۔ سوچا کہ کسی سے کچھ رقم مانگ کر نواب شاہ چلا جاؤں گا۔ وہاں رشته دار ہیں ان سے کرایہ لے کر پنجاب چلا جاؤں گا، چلہ گاہ میں ایک خادم بنام صالح محمد تھا وہ مجھ سے بہت عقیدت رکھتا اور ڈیوٹی والا فقیر سمجھتا۔ میری نظر اس پر تھی آج وہ چلہ گاہ میں نہ آیا۔ درد اور بدگمانی کی وجہ سے آج مجھ سے کوئی نماز ادا نہ ہوئی سارا دن متانی کی جھونپڑی میں پڑا رہا حتیٰ کہ مغرب کی نماز کا وقت ختم ہو گیا اور پھر فاتحہ کا وقت بھی ختم ہونے لگا۔ آسمان پر اندر ہیرا چھا چکا تھا اچانک میری نظر شمال کی طرف آسمان پر پڑی تو کچھ عربی الفاظ نظر آئے۔ غور سے دیکھا تو والا ان اولیاء اللہ لا خوف عليهم ولا هم يحزنون لکھا ہوا تھا۔ میرے دل میں خیال آیا، یہ جو آیت آسمان پر دکھائی گئی اللہ کے حکم سے ہو گی یعنی اللہ کی رضا ہے جب اللہ کی رضا ہے تو پھر ڈر کس کا ہمت کی اور چلہ گاہ میں پہنچ گیا۔ اب میرا توکل بجائے بزرگوں کے اللہ پر قائم ہو چکا تھا۔ ایک دن باغ میں لیٹ کر مراقبے کی کوشش کر رہا تھا، ششکار کی آواز سنائی دی آنکھیں کھول کر دیکھا تقریباً ایک گز کا سانپ مجھے گھور رہا تھا اب وہ میری طرف بڑھا مجھے وہ آیت یاد آئی سوچا اس کی حقیقت کا تجربہ کیا جائے وہ بالکل میرے منہ کے قریب پہنچ گیا جو نہیں وہ ماتھے کو کاٹنے کے لئے لپکا میں نے آنکھیں بند کر لیں، ماتھے پر زبان لگائی اور پیچھے ہٹ گیا اور اس طرح تین دفعہ اس نے کاٹنے کی کوشش کی آخر چلا گیا اس واقعہ کے بعد میرا یقین بہت ہی پختہ ہو گیا تھا۔

رات کے تقریباً تین بجے ہوں گے ذکر کی مشق کے بعد کھڑے ہو کر درود شریف کا اور دکر رہا تھا۔ فجر کا سماں ہو گیا چشمیں کی طرف سے بے شمار مرد اور بے شمار عورتیں قطار در قطار کھڑی ہیں، سوچتا ہوں کہ شاید آج کوئی مرتبہ ملنے والا ہے یہ لوگ مجھے دیکھنے کے لئے

آئے ہیں لیکن خیال آتا ہے کہ ان کی پشت میری طرف ہے یہ کسی اور کا انتظار کر رہے ہیں مغرب کی طرف سے ایک بزرگ کا روضہ اڑتا آرہا ہے اور جہاں وہ لوگ جمع ہیں وہیں اتر گیا۔ روپے میں سے ایک نورانی صورت نمودار ہوئی عورتوں نے دیکھ کر جھومنا شروع کر دیا ان کی زبان پر یہ الفاظ تھے۔ یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک مرد بھی جھوم رہے تھے اور اللہ صلواۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھ رہے تھے اب وہ بزرگ مجع سے گزر کر میری طرف بڑھے جوں جوں قریب آرہے تھے خوشی سے آنسو جاری ہو گئے دیکھنے کی خواہش ہے لیکن نظر اوپر کو نہیں اٹھتی نور ہے جسے آنکھوں کو دیکھنے کی تاب نہیں۔ نہ دیکھوں ارمان رہے اور دیکھوں تو جان جائے۔

جب تقریباً دس بارہ فٹ کے فاصلے پر پہنچ تو جسم جھومتے جھوتے بے قابو ہو گیا اور زمین سے تین چار فٹ اٹھ گیا یعنی ہوا میں جھوم جھوم کر درود شریف پڑھا جا رہا تھا۔ مستی کا عالم بڑھا بے ہوشی طاری ہونے لگی اور پھر جسم کے زمین پر گرنے کی آواز سنائی دی جب ہوش آیا تو وہ پورا علاقہ کستوری جیسی خوبصورتی سے مہک رہا تھا۔ دوسری شب روپہ مبارک کی حاضری ہوئی جب دروازے سے اندر داخل ہوا تو دیواروں سے اتنا نور برس رہا تھا کہ آنکھیں اوپر اٹھائی نہ جاسکتی تھیں کچھ قدم آگے بڑھا لیکن تاب نہ لاسکنے کی وجہ سے واپس آنا پڑا۔ تین دن بعد پھر روپہ مبارک کا دیدار ہوا۔ اب بھی دیواروں کی وہی حالت تھی لیکن آنکھوں میں کچھ تاب آگئی تھی اس وجہ سے نظر حضور پاک ﷺ کے قدموں تک پہنچ گئی لیکن چہرہ مبارک کو نہ دیکھا جاسکا اور پھر کئی دنوں کے بعد آخونظر چہرہ مبارک پر لٹک ہی گی پھر ایسی نیکی کہ ہٹنے کا نام ہی نہ لیتی۔ مجبوراً واپسی ہوتی اور یہ شعر دل میں گونجتا رہتا۔

ہم مدینے سے اللہ کیوں آگئے

قلب حیراں کی تسلیم وہیں رہ گئی

اس وقت چلہ گاہ پر کوئی چھٹ نہیں تھی رات کو بارش ہوتی رہی اور میں بھیگتا رہا۔
صحیح مطلع صاف ہو گیا دل چاہتا ہے کہ کوئی اللہ کا بندہ ایک کپ چائے ہی پلا دے۔ سامنے
رمضان کا ہوٹل ہے چائے بن رہی ہے۔ لوگ پی رہے ہیں اور میں خیالات میں غرق ہوں
کہ تیرے ماں باپ، بہن، بھائی، اولاد کا رو بار سب کچھ ہے لیکن آج تیرے پاس ایک
ٹھنڈی بھی نہیں کہ چائے کی پیاں پی سکے۔ مجھے اپنی بے بسی پر خیال آیا اور ساتھ دو چار آنسو
بہہ گئے۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور زبان پر ہاتھ رکھ کر دعا کے لئے اشارہ کیا رمضان بھی پہنچ
گیا۔ اس نے بتایا کہ ایک سال سے اس کی زبان بند ہے ہر علاج کیا ہر دربار پر گئے مگر
زبان نہ کھل سکی میں نے ویسے ہی کاغذ پنسل منگوا کر آیت الکرسی لکھ دی کہ اسے پلا دو۔ وہ
شخص پانی پیتے ہی بولنا شروع ہو گیا۔ اسی وقت لال باغ میں نظرے لگے اور چائے بسکٹوں
کا ڈھیر لگ گیا اور میرے آنسو پھر جاری ہو گئے کہ اے مالک تیرا شکر ہے کہ ایک ناچیز بندہ کو
اس قابلِ بنا دیا اس واقعہ کے بعد لوگ میری بہت عزت کرتے اور ضرورت کی ہر چیز بغیر
طلب کے ملنا شروع ہو گئی چار سال پھٹا پرانا جوز اور نیا کرتا اور پا جامہ زیب تن ہوا۔ ہر
ہوٹل والے کی خواہش ہوتی کہ چائے اور کھانا یہیں سے کھائے لوگ بھی دور دور سے دیکھنے
کے لئے آتے۔ گھر کا دیسی گھنی مکھن اور مٹھائی وغیرہ لے آتے۔

ایک رات چشموں کی طرف سے اللہ ہو کی آواز آنے لگی سمجھا کوئی طالب اللہ ہو گا
جا کر دیکھتے ہیں چاندنی رات تھی ایک دھیڑ عمر کا آدمی ادھر ادھر سے بے خبر ڈکر میں مشغول
تھا، جب اللہ کہتا تو آسمان کی طرف ہاتھ پھیلاتا۔ جب ہو کرتا تو دونوں ہاتھوں کو اپنے منہ کی
طرف لے آتا جیسے منہ میں کوئی چیز ڈال رہا ہو۔ میں کافی دیری تک اس انوکھے طریقے کو دیکھتا
رہا اور پھر واپس چلہ گاہ میں آگیا تھوڑی دیر میں قربی مسجد سے فجر کی اذان بلند ہوئی مسجد
میں گیا وہی رات والا ذا کر نماز پڑھ رہا تھا میں نے بھی جلدی جلدی نماز پڑھی تاکہ اس سے

کچھ راز معلوم کر سکوں اس سے پوچھا آپ رات کو ذکر کر رہے تھے اس نے کہا جی ہاں میں نے کہا یہ ذکر کتنے عرصے سے کر رہے ہیں۔ کہنے لگا بارہ تیرہ سال ہو چکے ہیں پوچھایہ طریقہ کوں ہے کہنے لگا جب ہاتھ اوپر اٹھایا تو تصور یہ ہوتا ہے کہ اللہ کو پکڑ رہا ہوں جب ہاتھ منہ کی طرف لا یا تو تصور یہ ہوتا کہ اللہ میرے منہ میں چلا گیا ہے۔ پوچھایہ طریقہ کس نے سکھایا اس نے کہا ایک منگ ملا تھا اس نے اس طرح بتایا پوچھا کوئی کامیابی ہوئی کہنے لگا دل تک تو ابھی ذکر نہیں پہنچا لیکن اتنا ضرور ہوا کہ جب خانہ کعبہ میں اذان ہوتی تو مجھے یہاں سنائی دیتی اس نے بتایا کہ مجھیرا ہوں۔ ماچھی گوٹھ کے سامنے میری جھونپڑی ہے جس میں میرے بیوی بچے موجود ہیں میں دن کو مجھلیاں پکڑتا ہوں اور رات کا اکثر حصہ اسی طرح ذکر میں گزارتا ہوں تین ماہ کی بات ہے میری کشتی میں ایک خوبصورت عورت اکیلے میں بیٹھ گئی میں نے بے خودی سے اس کی انگلی پکڑ لی اس واقعہ کے بعد وہ اذان کی آواز ختم ہو گئی میں تو یہی سمجھا کہ بارہ سال کی محنت ایک پل میں ضائع ہو گئی اس کی آنکھوں میں آنسو آئے اور ایک طرف چل دیا۔

لال باغ میں دن کو زائرین آتے اور رات کو طالب اپنی قسمت آزماتے۔ ایک رات جب کہ میں اپنے ذکر میں مشغول تھا چلہ گاہ سے باہر حق اللہ کی صدابند ہوئی تھوڑی دیر تک حق اللہ ہوتا رہا پھر ایسے لگا جیسے کوئی کسی کو ڈنڈے مار رہا ہو اور پھر گالیاں لکنے کی آواز آنے لگی ساری رات بے لطفی میں گزری۔ صحیح جب چلہ گاہ سے باہر نکلا دیکھا کافی ضعیف آدمی لیٹا ہوا تھا۔ مجھے دیکھ کر بیٹھ گیا اور اپنی طرف بلا لیا اور کہنے لگا تو ساری رات ذکر کرتا ہے کیا تجھے رکاوٹ نہیں ہوتی میں نے کہا پہلے تو کبھی نہیں ہوئی لیکن آج آپ کے آنے سے ہوئی، کیونکہ تم کبھی زمین پر ڈنڈے مارتے اور کبھی گالیاں دیتے تھے کہنے لگا بخدا میں تمہیں گالیاں نہیں دے رہا تھا بلکہ جب میں ذکر کرتا کچھ آدمی ڈنڈے لے کر آتے اور مجھے مارتے

اور پھر میں ان کو اپنے ڈنڈے سے مارتا پھر وہ مجھے گالیاں بکتے اور میں ان کو بکتا
..... عرصہ چھ سال سے یہی حال ہے سوچا کہ چلہ گاہ پر قسمت آزماؤں لیکن کم بخت
یہاں بھی پہنچ گئے۔ میں نے کہا کوئی مرشد پکڑو جوان سے نہیں کہنے لگا ظاہر میں تو کوئی ایسا
نظر نہیں آتا جو اس راستے پر چلا سکے۔ ایک دن میں مرید ہونے کے لئے غار کے پاس
والے مزار پر گیا۔ راستے میں آواز آئی میں ہی تمہارا لئے کافی ہوں۔ میں نے سمجھا اللہ تعالیٰ
کی آواز ہے اور پھر میں نے کبھی بھی مرشد کے بارے میں نہ سوچا۔ تقریباً ایک ماہ تک بڑے
میاں اسی طرح شور شرابا کرتے رہے ایک صحیح دیکھا کہ بڑے میاں آسمان کی طرف ٹکٹکی
باندھے ہوئے ہیں ظہر تک اسی حال میں رہے لوگوں کا خیال تھا کہ دیدارِ الہی میں پہنچ گئے
ہیں عصر کے وقت کچھ سائے نظر آئے جو بڑے میاں کو باندھ کر دریا کی طرف لے جا رہے
تھے اور بڑے میاں کو دریا میں گرا دیا۔

لوگوں نے ان کو دریا سے نکالا ان کی زبان پر یہ الفاظ تھے۔ مجھے فوراً دربار شریف
لے چلو۔ یہاں شیطانوں نے پریشان کر دیا ہے لوگ انہیں ٹانگے میں ڈال کر ہون شریف
لے گئے اور بڑے دروازے کے نزدیک ہی ان کو لٹادیا وہاں ان کی حالت کچھ سنبھالی لیکن
شاخت کا مادہ ختم ہو گیا اور کچھ دنوں کے بعد ان کا انتقال ہو گیا۔

ایک دن باغ میں ایک لمبا ٹنگا عمر سیدہ شخص آیا اور مجھے گھورنے لگا اور پھر
چشموں کی طرف چلا گیا۔ تقریباً تین بجے شب وہ دوبارہ آیا۔ اندھیرے میں اس کی آنکھیں
آگ کے انگاروں کی طرح چمک رہی تھیں جوں جوں قریب آتا جسم میں سننی پھیل جاتی۔
حتیٰ کہ بالکل ہی دو تین فٹ کے فاصلے پر آ گیا میں نے دیکھا کہ میرے سینے کے ذکر بہت
ہی تیز ہو گئے اور سینے سے ایک سفید رنگ کا شعلہ نکلا جو اس کے جسم پر پڑا اور وہ اس شعلے کی
تکلیف سے چند قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اب اس نے پھر اٹھا کر مجھے مارنے شروع کر دیئے۔

اب میری شکل کا ایک اور آدمی اس کے سامنے آگیا اور میں اس کی نظروں سے اوچھل ہو گیا۔ وہ میرا کوئی جستہ تھا وہ آدمی کچھ پڑھ کر جسے پر پھونکتا تو آگ کے شعلے نکلتے اور جسے کو تکلیف ہوتی اور جسے کچھ پڑھ کر اس پر پھونکتا تو اس کو تکلیف ہوتی۔ تقریباً آدھ گھنٹہ ایسا ہوتا رہا اور پھر اس کے منہ سے لگاتار آگ نکلنا شروع ہو گئی اور جسے فوراً کھجور کے درخت پر پرندے کی طرح اڑ کر بیٹھ گیا اس کے منہ کی آگ وہاں تک نہ پہنچ سکتی تھی اس لئے اس نے درخت پر پھر بر سانا شروع کر دیئے اور کوئی بھی پتھر جسے کونہ لگا۔ حتیٰ کہ غصے میں آ کر اس نے درخت پر چڑھنا شروع کیا اور جب وہ جسے کے قریب پہنچا تو جسے شاہین کی طرف پرواز کر گیا اور وہ دیکھتا ہی رہ گیا۔ وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ سارا کمال میرے ظاہری جسم کا ہے اور پھر حیرانی و پریشانی کی حالت میں وہ باغ سے باہر چلا گیا۔ اس واقعہ کے بعد میرا جسے کئی لوگوں کو ظاہر میں ملنا شروع ہو گیا۔ لوگ مجھے سہوں دیکھتے جب لال باغ آتے تو یہاں بھی موجود پاتے اور پھر میری شکل کے نو (۹) انسان ظاہر ہوئے جب ذکر کرتا حلقة بنایا کر بیٹھ جاتے اور جب نماز پڑھتا تو مقتدی بن جاتے۔ جب میں سوتا میری حفاظت کرتے اور نماز کے لئے جگادیتے اور بعد میں ان ہی جھوں نے خدمت خلق کا کام انجام دیا، یعنی جنات کے مریضوں کے جنات پکڑتے۔ کشف والوں کی رہبری کرتے اور میرے عقیدت مندوں کو خواب یا ظاہر میں میرا کوئی پیغام پہنچاتے۔ جن لوگوں کا اسم ذات کا ذکر دیا جاتا ان کے دل کی دھڑکن کے ساتھ اللہ اللہ ملانے کی کوشش کرتے۔ اس طرح ہزاروں کے قلب اسم ذات سے منور ہوئے۔

ایک دوپھر کو میں چشموں کی طرف چلا گیا راستے میں ایک نوجوان عورت لیٹی ہوئی تھی۔ اس نے مجھے بڑی عاجزی سے پکارا کہ سائیں بابا ادھر آؤ۔ میں اس کے قریب چلا گیا اور پوچھا کہ تم اس ویرانے میں اکیلی کیوں اور کیسے آئی ہو۔ وہ رونے لگی اور کہا میری

کوئی اولاد نہیں ہے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایک فرزند دے دے میں نے کہا میں ابھی دعاؤں کے قابل کہاں ہوا۔ پھر کہنے لگی اچھا ہاتھ لگا کر دیکھو کہ پیٹ میں بچہ ہے یا نہیں۔ میں نے کہا کسی عورت کو دکھانا کہنے لگی اس وقت تم ہی سب کچھ ہو اور پھر بانہوں سے لپٹ گئی اس کی آنکھیں بلور کی طرح چمک رہی تھیں اور میں بانہوں سے چھڑانے کی کوشش کرتا رہا لیکن اس کی گرفت سخت تھی۔ آخر میں نے عاجزی سے کہا اے محترمہ مجھے چھوڑ دے۔ میں اس وقت چلہ میں ہوں اور جملی اور جملی پر ہیز کی وجہ سے دنیا کو چھوڑے ہوئے ہوں۔ کہنے لگی مجھے اس سے کیا اور پھر گریبان بھی پکڑ لیا۔ اتنے میں تین چار آدمی چشموں کی طرف سے آتے ہوئے دکھائی دیئے اور اس نے مجھے چھوڑ دیا اور میں باغ میں واپس پہنچ گیا۔ اب اس عورت نے بھی باغ میں ڈیرا الگالیادن کو میرے آگے پیچھے گھومتی رہتی لیکن رات کو کہیں نظر نہ آتی ایک ہفتہ اسی طرح گزر گیا ایک رات وہ چلہ گاہ میں پہنچ گئی اور مجھے چھیڑنے لگی۔ پاس ہی قرآن مجید پڑا ہوا تھا۔ اسے اٹھا کر پھینکنے لگی میں نے جلدی سے قرآن مجید اس کے ہاتھوں سے چھینا۔ اب وہ مجھ سے لپٹنے کی کوشش کر رہی تھی اور میں اسے دھکے دے کر باہر نکلنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اچانک اس کی صورت بدنا شروع ہو گئی غور سے دیکھا بجائے ایک گوری نوجوان حسینہ کے کالی کلوٹی لاغری بڑھا نظر آ رہی تھی جس کا چہرہ پچکا ہوا اور لمبے لمبے دانت باہر کو نکلے ہوئے تھے میں گھبرا یا سردی کے موسم میں پسینہ چھوٹا خیریت اس میں سمجھی کہ چلہ گاہ سے بھاگ جاؤں۔ بھاگا اور متانی کی جھونپڑی میں چلا گیا۔ متانی ایک بڑی سی ریلی اوڑھے سورہ ہی تھی میں اس کی ریلی ہٹا کر اسکے قدموں کی طرف لیٹ گیا وہ عورت شیرنی کی طرح میرے پیچھے بھاگی۔ جھونپڑی کی طرف بھی آئی مجھے کہیں نہ پا کرو اپس چلی گئی اور اس واقعہ کے بعد دوبارہ کبھی بھی نظر نہ آئی۔

تقریباً آدھ گھنٹہ بعد متانی نے کروٹ بدلتی اس کے پاؤں میرے سر کو لگے اور

انٹھ کر بیٹھ گئی۔ میں نے کہا ڈرونہیں میں خود ہی ہوں۔ کہنے لگی آج رات کیسے آگئے میں نے کہا ویسے ہی۔ پھر پوچھا شاید سردی لگی۔ میں نے کہا پتہ نہیں اس نے سمجھا شاید آج کی اداویں سے مجھ پر قربان ہو گیا ہے اور میرے قریب ہو کر لیٹ گئی اور پھر سینے سے چمٹ گئی۔ ایک آفت سے بچا دوسرا آفت میں خود پھنسا۔ میں نے ہٹنے کی کوشش کی ایسا لگا جسم میں جان ہی نہیں چپ چاپ لیٹا سوچتا رہا فقر کے لئے دنیا چھوڑی۔ لذات دنیا چھوڑے اپنی خوب رو بیوی چھوڑی، جنگل میں ڈریا لگایا لیکن شیطان یہاں بھی پہنچ گیا۔ اب اللہ تعالیٰ ہی حامی و ناصر ہے کچھ دیر بعد صبح کی اذان ہوئی، جسم کو زبردست جھٹکا لگا جیسے کسی نے بٹھا دیا ہو اس کرنٹ کو متانی نے بھی محسوس کیا اور اس جھٹکے کے ساتھ متانی کے ہاتھ بھی سینے سے ہٹ گئے اور میں چلہ گاہ میں چلا گیا۔

اب تھوڑا سا متانی کا واقعہ بھی پیش کیا جا رہا ہے۔

پہلے دن جب لال باغ پہنچا تو کوئی خاص ریل پیل نہ تھی، چلہ گاہ پر محکمہ اوقاف کا ایک خادم موجود تھا۔ مغرب کے وقت سب لوگ چلہ گاہ چھوڑ کر چلے گئے۔ جب میں مغرب کی نماز اور فاتحہ سے فارغ ہوا تو وہی متانی میرے پاس آئی اور بڑے اخلاق اور پیار سے کہا بھائی اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتاؤ ہم حاضر ہیں اور مجھے اپنی جھونپڑی میں لے لے گئی اور اُبلے ہوئے نمکین چاول کھانے کو دیئے اور پھر ایک بھنگ کا گلاس پیش کیا۔ جسے میں نے قبول نہ کیا۔ کہنے لگی تو زیارتی ہے یا فقر کے لئے آیا ہے میں نے کہا فقر کے لئے آیا ہوں۔ کہنے لگی فقیر لوگ بھنگ چرس پیتے ہیں۔ میں نے کہا یہ نہ ہے جو شریعت میں حرام ہے کہنے لگی کیا تو نے حضرت خضر اور موسیٰ کا واقعہ نہیں سن۔ موسیٰ شریعت کے عالم تھے اور خضر طریقت کے فقیر تھے جو موسیٰ کے نزدیک گناہ تھا وہ خضر کے نزدیک کا رثواب تھا۔ سن ہم فقیر اسے کیوں پیتے ہیں جب دنیا کا خیال اور عزیزوں کی یادستانی ہے تو ہم بھنگ یا چرس

پی لیتے ہیں، ان کے پینے سے سب خیالات کافور ہو جاتے ہیں اور بس اللہ ہی یاد رہتا ہے
دوسری بات لوگ ہمیں فقیر سمجھ کر ہمارے پیچھے لگ جاتے ہیں اور ہمارے اس فعل سے وہ
تنفر ہو جاتے ہیں اور ہمیں بھی ملامت ملتی ہے جو ہمارے لئے سلامتی ہے قلندر پاک نے
میری ڈیوٹی لگا رکھی ہے کہ تم جیسے طالبوں کی خدمت اور رہبری کرو۔ تیری ایک بیوی ہے
جس کا رنگ سفید ہے اور جسم ذرا موٹا اور قد درمیانہ ہے تیرے تین بچے ہیں جن میں سے
ایک کا تیرے آنے کے بعد انتقال ہو چکا ہے جس کی تجھے خبر نہیں۔ تیرے مکان کے تین
کمرے ہیں اور صحن میں شہتوت کا درخت ہے جو کمرہ مشرقی ہے اس میں بغیر داڑھی کے تیرا
فوٹو لگا ہوا ہے۔ کیا اب بھی تجھے مجھ پر یقین نہیں، کیا کچھ اور کہوں۔ میں نے کہا بس اور سوچتا
ہوا چلہ گاہ کی طرف چلا گیا کہ یہ عورت تنہابے خوف اس جھونپڑی میں رہتی ہے جبکہ چاروں
طرف ویرانی اور سناٹا ہے اور جو کچھ اس نے بتایا ہے وہ بھی صحیح ہے۔ صرف بچے کے انتقال
کے بارے میں مجھے شک ہے یہ عورت چلہ گاہ کی خدمت بھی کرتی ہے۔ یہاں استدرج کا
کیا کام ضرور کوئی اللہ والی ہوگی۔ میں دن کو کبھی کبھی اس عورت کے پاس چلا جاتا وہ بھی
عجیب و غریب فقر کے قصے سناتی اور کبھی قہوہ اور کبھی کھانا بھی کھلادیتی۔ باغ میں آنے کے
بعد اڑھائی سال بعد میری ملاقات سہون شریف میں ایک رشته دار سے ہوئی۔ مختصر سی
ملاقات میں انہوں نے بتایا تو یہاں فقیری ڈھونڈ رہا ہے گھر میں تیرا ماتم ہو چکا ہے۔ تیری
خالہ زاد بہن اور چھوٹا بچہ بھی اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں۔ تیرے ماں باپ، بہن بھائی سخت
پریشان ہیں ہو سکتا ہے اسی ماہ تیری بیوی کا نکاح تیرے چھوٹے بھائی سے کر دیا جائے تو گھر
میں جا، یا اپنی خیریت کی خبر دے۔ کچھ گھر کی یاد دوبارہ آنے لگی اور مستانی پر بھی میرا پختہ
یقین ہو گیا کہ اس نے بچے کے بارے میں جو کچھ کہا تھا صحیح نکلا۔ سہون شریف سے
سیدھا مستانی کی جھونپڑی میں پہنچا اور لیٹ گیا۔ اتنے میں مستانی با ادب کھڑی ہو گئی اور

مجھے بھی کھڑے ہونے کا اشارہ کیا۔ میں بھی متانی کی طرح با ادب کھڑا ہو گیا متانی نے کہا کہ قلندر پاک اور بھٹ شاہ والے آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ آج ریاض کو گھر کی یادستار ہی ہے۔ کافی کوشش کرتا ہے کہ بھول جاؤں مگر بھول نہیں پاتا۔ اس کو ایک گلاس بھنگ کا پلا دوتا کہ ذہن سے سب خیال نکل جائیں اس کے بعد متانی نے جھک کر سلام کیا اور بیٹھ کر بھنگ کو ٹنے لگی۔ اس کا خیال تھا یہ اب ضرور بھنگ پینے گا لیکن وہ بھنگ کوٹی رہی اور میں چلہ گاہ کی طرف چل دیا۔ آج چلہ گاہ میں جب ذکر سے فارغ ہوا تو اونگھ آگئی۔ کیا دیکھتا ہوں ایک بزرگ سفید ریش چھوٹا قد میرے سامنے موجود ہے اور بڑے غصے سے کہہ رہا ہے کہ ٹونے بھنگ کیوں نہیں پی۔ میں نے کہا شریعت میں حرام ہے۔ اس نے کہا شرع اور عشق میں فرق ہے کوئی بھی نشہ جس سے فتن و فجور پیدا ہو۔ ہن بیٹی کی تمیز نہ رہے خلق خدا کو بھی آزار ہو واقعی وہ حرام ہے اور جو نہ اللہ کے عشق میں اضافہ کرے، یکسوئی قائم رہے خلق خدا کو بھی تکلیف نہ ہو وہ مباح بلکہ جائز ہے۔ پھر اس نے کہا قرآن مجید میں صرف شراب کے نشے کی ممانعت ہے۔ جو اس وقت عام تھی بھنگ چرس کا کہیں بھی ذکر نہیں ملتا صرف علماء نے اس کے نشے کو حرام کہا ہے اگر بات صرف نشے کی ہے تو پان میں بھی نشہ ہے تمبا کو میں بھی نشہ ہے انماج میں بھی نشہ ہے عورت میں بھی نشہ ہے دولت میں بھی نشہ ہے تو پھر سب نشے ترک کر دو۔ اب وہ بزرگ بھنگ کا گلاس پیش کرتے ہیں اور میں پی جاتا ہوں اور اسکو بے حد لذیذ پایا۔

سوچتا ہوں بھنگ کتنا ذائقہ دار شربت ہے۔ خواہ مخواہ ہمارے عالموں نے اسے حرام کہہ دیا جب آنکھ کھلی تو سورج چڑھ چکا تھا، اب میرے پاؤں خود بخود متانی کی جھونپڑی کی طرف جانے لگے۔ متانی نے بڑی گرم جوٹی سے مصافحہ کیا اور کہارات کو بھٹ شاہ والے آئے تھے اور تمہیں بھنگ پلا کر چلے گئے۔ تم نے ذائقہ تو چکھ لیا ہو گا یہی ہے

شرابِ طہوراً۔ متانی نے کہا بھٹ شاہ والے حکم دے گئے ہیں اس کو روزانہ ایک گلاں
الاچھی ڈال کر پلایا کرو۔ میں سوچ رہا تھا پیوں یا نہ پیوں کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کیونکہ کچھ
بزرگوں کے حالات کتابوں میں پڑھے تھے کہ ان کی ولایت مسلم تھی لیکن ان سے بظاہر کئی
خلاف شریعت کام سرزد ہوئے جیسا کہ من سرکار کا بھنگ پینا، لال شاہ کا نسوار اور چرس پینا،
سد اسہا گن کا عورتوں سال بس پہننا اور نماز نہ پڑھنا امیر کلال کا کبڑی کھلنا، سعید خزاری کا
گتوں کے ساتھ شکار کرنا، خضر علیہ السلام کا بچے کو قتل کرنا۔ قلندر پاک کا نماز نہ پڑھنا۔
داڑھی چھوٹی اور موچھیں بڑی رکھنا۔ حتیٰ کہ رقص کرنا رابعہ بصری کا طوال فہم بن کر بیٹھ جانا۔
شاہ عبدالعزیز کے زمانے میں ایک ولیہ کا ننگے تن گھومنا لیکن سلطان باہو نے فرمایا تھا کہ
با مرتبہ تصدیق اور نقایہ زندیق ہیں۔ مجھے بھی مساوئے باطن کے ظاہر میں کچھ بھی تصدیق کا
ثبوت نہ تھا خیال آتا کہ کہیں پی کر زندیق نہ ہو جاؤں۔ پھر خیال آتا کہ اگر با مرتبہ ہوا تو اس
لذیز نعمت سے محروم رہوں گا۔ آخر یہی فیصلہ کیا، تھوڑا سا چکھ لیتے ہیں اگر رات کی طرح
لذیز ہوا تو واقعی ہی شرابِ طہورا ہی ہو گا۔

آج متانی میرے اقرار پر بہت خوش ہے اس نے بھنگ میں پستہ بادام اور
الاچھی بھی ڈالی ہے۔ گلاں میں برف بھی پڑی ہوئی ہے گلاں ہاتھوں میں لیتا ہوں ہاتھ
کا پنچتے ہیں اور اوپر کو نہیں اٹھتے ہمت کر کے منہ تک لے آتا ہوں۔ دیکھتا ہوں چھپکلی نما
کیڑے شربت میں نیچے اوپر ہو رہے ہیں میں نے گھبرا کر گلاں رکھ دیا اور انٹھ کر چپ چاپ
چلا گیا۔ متانی میری اس حرکت سے سخت ناراض ہے کئی دن تک مجھ سے بات نہیں کری اور
میں نے بھی جھونپڑی میں جانا چھوڑ دیا محرم کی نوتارخ ہے۔ متانی نے مجھے بلا یا اور حضرت
امام حسینؑ کی یاد میں گلے سے لگا کر رونا شروع کر دیا۔ اتنا روئی ہے جیسے اس جیسا غم خوار دنیا
میں کوئی نہ ہو گا اور ان کی یاد میں میرے بھی آنسو بہنا شروع ہو گئے۔ اس واقعہ کے بعد میں

اور متانی پہلے سے بھی زیادہ قریب ہو گئے۔ وہ ہربات پر بھائی بھائی کہہ کر پکارتی اور کبھی سر کو دبا بھی دیتی۔ اب وہ بالکل بھنگ کے لئے مجبور نہیں کرتی بلکہ میری موجودگی میں خود بھی بھنگ نہیں پیتی۔ کبھی کبھی اس کی آنکھوں میں عجیب سی مستی چھا جاتی۔ پھر مختلف اداوں سے با تیں کرتی، سیاہ چہرے کو آٹے سے سفید کرتی۔ لڑکیوں کی طرح اتراتی جبکہ اس کی عمر پچاس سال کے لگ بھگ تھی، کبھی میرے ہاتھ کو پکڑ کر سینے سے لگاتی اور کبھی ناچنا شروع ہو جاتی اور میں اس کی عادت سمجھ کر نظر انداز کر دیتا۔

میں ساری رات چلہ گاہ میں ذکر و فکر میں گزارتا اور ایک کپ قہوے کے لامپ میں متانی کی جھونپڑی میں چلا آتا۔ ایک دن میں نے محسوس کیا کہ قہوہ کا ذائقہ بدلا ہوا ہے متانی سے پوچھا کیا وجہ ہے کہنے لگی چائے کی پتی صحیح نہیں ہے۔ دوسرے گھونٹ پر عجیب سی بمحسوں ہوئی اور میں نے قہوہ چھوڑ دیا۔ کیونکہ مجھے معلوم ہو چکا تھا کہ قہوہ سے بھنگ کی بو آ رہی ہے۔ اس بوکو میں کئی دفعہ متانی کی جھونپڑی میں محسوس کر چکا تھا اور اب قہوہ بھی پینا پلانا بند ہو گیا۔ دوسرے تیرے دن جھونپڑی میں جاتا اگر میرے سامنے قہوہ بنتا تو پی لیتا۔ مجھے اور متانی کو ایک جگہ رہتے تین سال سے زائد عرصہ ہو چکا تھا۔ ہم دونوں ایک دوسرے سے منوس ہو گئے تھے اور ایک دوسرے کی غلطیوں کو نظر انداز کر دیتے تھے۔ اگر میں جھونپڑی میں نہ جاتا تو زبردستی ساتھ لے جاتی اور کھانے کی چیز مجھے دیتی اور میں بڑی اختیاط اور دیکھ بھال سے کھایتا۔ گونگے کے واقعہ کے بعد گردنواح کے لوگ کافی تعداد میں میرے پاس آنا شروع ہو گئے کسی کو پانی دم کر کے دیتا کسی کو آیت الکری لکھ دیتا اب میں نے سوچا کہ رجوعات خلق میں پھنس گیا۔ بہتر ہے کہ خلق سے نکلوں اور ایسی جگہ جاؤں جہاں کوئی بھی نہ ہو۔ صرف پانی ہو اور کچھ درخت ہوں جن کے پتوں سے پیٹ کو بہلا سکوں اور میں نے بلوچستان میں شاہ نورانی کے مزار پر جانے کا ارادہ کر لیا۔ متانی کو اپنے پروگرام

سے آگاہ کیا۔ دوسرے دن متانی نے کہا مجھے بھی حکم ہوا ہے کہ بھٹ شاہ چلی جا۔ متانی نے گلے میں تسبیح ادا کیا۔ ہاتھوں میں کشکول لیا کا ندھوں پر ریلی اور کمر میں گودڑی سجائی اور پیدل سفر کو تیار ہو گئی جاتے وقت مجھے مصافہ کیا پھر گلے سے لگایا رور و کر کہنے لگی ہم لوگ بد نصیب ہیں۔ ہم بھی امت رسول ہیں لیکن شیطان کے قبضہ میں ہیں اور شیطان کی طرف سے تم جیسے لوگوں کو بہر کانے کے لئے ہماری ڈیوٹیاں لگتی ہیں۔ مجھے کشف بھی شیطان ہی کی طرف سے ہے اور میں تمہارے جیسے کئی طالبوں کو مختلف طریقوں سے گمراہ کر چکی ہوں۔ تم پہلے شخص ہو جو میرے مکر سے نجٹ گئے۔ میرے لئے دعا کرنا کہ اللہ تعالیٰ نیک راہ پر چلنے کی توفیق دے کیونکہ عنقریب تمہاری ڈیوٹی دنیا میں لگنے والی ہے۔ بس اس ٹوٹی پھوٹی اور تجربہ کا ر محروم کی ایک نصیحت یاد رکھنا، عورت خواہ بیوی، ہی ہواں کو راز مت دینا۔ مولوی خواہ بیٹا، ہی ہواں سے ہوشیار رہنا اور پولیس والا خواہ گہرا دوست، ہی ہواں پر اعتبار مت کرنا اور کبھی کبھی خاص حالتوں میں ہمیں بھی یاد رکھنا۔ میں نے پوچھا تیرا گھر بار، ماں باپ یا رشتہ دار کہاں رہتے ہیں۔ کہنے لگی مجھے خبر نہیں۔ اتنا یاد ہے کہ لاہور شہر میں اپنے خاندان کے ساتھ کسی جگہ رہتی تھی۔ ماں کا پیار بھی تھوڑا تھوڑا یاد ہے چھوٹی ہی عمر میں کوئی شخص مجھے اٹھا کر لے آیا اور شکار پور میں ایک طوائف کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔ اس طوائف نے مجھے ماں کا پیار دیا اور مکمل نگرانی میں رکھا۔ اس نے مجھے شراب بھنگ چرس سکھائی اور جب ذرا میں جوان ہوئی تو میں بھی طوائف بن گئی۔ جوانی انہیں گناہوں میں گزاری۔ صدر ایوب نے کوٹھے بند کر دیئے چونکہ میں عمر سیدہ بھی ہو گئی تھی کوئی پُر سانِ حال بھی نہ رہا گزارہ کے لئے بھیک مانگنا شروع کر دی لیکن وہ نشے جو منہ لگ چکے تھے میسر نہ آئے درباروں میں ان نشوں کی کھلی چھٹی ہے۔ محکمہ پولیس بھی فقیر سمجھ کر پوچھ گچھنہیں کرتی۔ بس پھر فقر کا لباس پہنا۔ تسبیح اگلے میں لٹکا میں کشکول ہاتھوں میں لیا اور یا علی کے نعرے مارنے شروع کر دیئے۔ شاہ

لطیف کے دربار پر جھاڑ و دینا شروع کر دیا، میرے پیشے کے کئی اور عورتیں مرد بھی وہاں موجود تھے جو کچھ زائرین سے نذرانہ ملتا کافیوں میں جاتے اور خوب آزادی سے بھنگ چرس پیتے۔ ایک دن بزرگ خواب میں آئے۔ پھر وہ حالت بیداری میں ملنا شروع ہو گئے جس کے متعلق وہ بات کہتے پوری ہو جاتی۔ کبھی کبھی مجھے روپے پیسے کی امداد بھی کرتے اور انہی کے حکم کے مطابق میں لال باغ میں تمہیں بہکانے آئی تھی اتنا سمجھتی ہوں کہ وہ بزرگ نہیں ہیں بلکہ بزرگوں کے مخالف کوئی جنس ہے۔ میں نے کہا اس سے چھٹکارا کیوں نہیں حاصل کر لیتی اس نے کہا میں نے اس کا مال کھایا ہے۔ باطن میں میری شادی اسی سے ہو چکی ہے۔ مستانی خدا حافظ کہہ کر چلی گئی اور میں بھی ایک ہفتہ بعد سہوں سے حیدر آباد اور پھر کراچی کے لئے روانہ ہوا۔ شاہ نورانی کی بس کا پتہ کیا۔ معلوم ہوا دونوں کے بعد جائے گی۔ اسی اثناء میں روحانی حکم ہوا کہ حیدر آباد والپس چلے جاؤ اور خلق خدا کو فیض پہنچاؤ میں نے کہا اگر دنیا میں والپس کرنا ہے تو راولپنڈی بھیج دو۔ وہاں بھی خلق خدا ہے اور جب دنیا میں رہنا ہے تو پھر بال بچوں سے دوری کیا۔ حکم ہوا بال بچے یہیں منگوالینا۔ جواب میں کہا ان کی معاش کے لئے نوکری کرنی پڑے گی۔ جب کہ میں دنیاوی دھندوں سے الگ تھلگ رہنا چاہتا ہوں۔ جواب آیا جو اللہ کے دین کی خدمت کرتے ہیں اللہ ان کی مدد کرتا ہے اور اللہ انہیں وہاں سے رزق پہنچاتا ہے جس کا انہیں گمان بھی نہیں ہوتا۔

جام شورو میں شیکست بک بورڈ کے عقب میں جھونپڑی ڈال کر بیٹھ گئے اور ذکر قلبی اور آسیب وغیرہ کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ وہ لوگ جو سہوں سے واقفیت رکھتے تھے آنا جانا شروع ہو گئے اور میری ضروریات کا وسیلہ بن گئے۔ اب یہاں بھی لوگوں کا تانتا بندھا رہتا سیکورٹی پولیس پیچھے لگ گئی اور چھپ چھپ کر حرکات کا جائزہ لیتی حتیٰ کہ ایک کیمرہ بھی قریبی درخت پر فٹ ہو گیا۔ یونیورسٹی اور میڈیکل کے طلباء آتے۔ ذکر و فکر کی

باتیں سنتے۔ ان کو بھی ذکر کا شوق پیدا ہوا پرنسپل کو پتہ چلا جو دوسرے عقائد کا تھا ان کوئی سے منع کیا لیکن وہ بازنہ آئے اور ایک دن پرنسپل نے چوکیداروں کو حکم دیا یا جھونپڑی اکھاڑ دو یا استغصی دے دو۔ صبح کے وقت کچھ چوکیدار میرے پاس آئے اور کہا ہمیں جھونپڑی اکھاڑ نے کا حکم ملا ہے۔ ہم نے کوئی مداخلت نہ کری اور جھونپڑی اکھاڑ کر سامان دور پھینک دیا۔ اب حیدر آباد سرے گھاٹ میں رہنے لگا۔ یہاں بھی لوگ آنا شروع ہو گئے۔

لوگ بڑی عقیدت سے ملتے۔ سوچا کیوں نہ اس سے دین کا کام لیا جائے۔ سب سے پہلے عمر سیدہ بزرگوں سے ذکر قلب کی باتیں کریں۔ انہوں نے تسلیم کیا اور خوب تعریف بھی کری لیکن عمل کے لئے کوئی بھی تیار نہ ہوا۔ پھر سوچا علمائے دین سے مدد لی جائے کئی عالموں سے ملا۔ یہ لوگ ظاہر ہی کو سب کچھ سمجھتے تھے۔ ان کے نزدیک ولایت بھی علم ظاہر ہی میں تھی بلکہ اکثر عالم عامل قسم کے مولوی پیر فقیر بنے بیٹھتے تھے۔ بہت کم عالموں نے علم باطن پر صرف گردن ہلائی اکثر مخالفت پر اتر آئے۔ پھر ان عابدوں زاہدوں سے بیزار ہو کر نوجوانوں کی طرف رخ کیا چونکہ ان کے قلب ابھی محفوظ تھے دلوں نے دل کی بات تسلیم کر لی اور انہوں نے عمل ابلیک کہا اور پھر وہ نسخہ روحانیت بازاروں میں بکنا شروع ہو گیا پھر وہ نکتہ اسم ذات گلیوں محلوں اور مسجدوں میں گونجا پھر لوگوں کے قلبوں میں گونجا۔ جب اس کے خریدار زیادہ ہو گئے تو نظام سننجانے کے لئے انجمن سرفروشان اسلام پاکستان کی بنیاد رکھی گئی اور پھر اس انجمن نے تھوڑے ہی عرصہ میں ہزاروں قلبوں کو لرزایا، ہزاروں کو گمراور ہزاروں کو چمکا دیا۔

اللہ تعالیٰ اس انجمن کو مزید ترقی دے اور اس کے کارکنوں کو اس کا دگناصلہ دے۔ (آمین)
لطیف آباد میں ایک دن ایک مریض کو لایا گیا جس کو دورے پڑتے تھے اور جس کے متعلق مشہور تھا کہ غوث پاک کی روح مبارک اس کے جسم میں داخل ہوتی ہے لوگ اس

سے کافی عقیدت رکھتے ہیں جب میں نے آیت الکرسی پڑھ کر پھونکی تو اس کا چہرہ سرخ اور آنکھیں بڑی بڑی ہو گئیں۔ کہنے لگا پہچانو میں کون ہوں۔ میں نے کہا خود ہی بتا دو۔ کہنے لگا میں غوث پاک ہوں۔ کشف کے ذریعہ پتہ چلا کہ یہ ایک شیطان جن ہے جو غوث پاک بن کر سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دیتا رہتا ہے۔ اس قسم کے کئی مریض آئے۔ جن میں بہتات عورتوں کی تھی۔ لطیف آباد نمبر 11 سے ایک بیس بائیس سالہ نوجوان لا یا گیا، اس کی زبان میں یہی الفاظ تھے کہ میں محمد رسول اللہ ہوں۔ گناہ گارو آؤ اپنے گناہ بخشوا لو۔ وہ لڑکا کسی وظیفہ سے رجعت میں آ گیا تھا۔ ایسے واقعات تو بہت ہیں لیکن ان کے بتانے کا مقصد یہی ہے کہ ہزاروں لوگ اس قسم کے دھوکوں میں بٹلا ہیں۔ ان دھوکوں سے بچنے کا واحد ذریعہ ذکر اسم ذات ہے۔

یونیورسٹی سے ایک مریضہ کو لا یا گیا۔ بیماری کی وجہ سے زندگی سے بیزار ہو چکی تھی۔ ہر قسم کے علاج سے کوئی افاق نہ ہو رہا تھا کشف کے ذریعہ پتہ چلا کہ جنات نے اس کو مریضہ بنارکھا ہے اس کے باور پھی کھانے میں ایک الوبیٹھانظر آیا ہم نے الو کو پکڑا اور ختم کر دیا۔ شام کو بے شمار جنات حملہ آور ہوئے اور الو کی واپسی کا مطالبہ کرنے لگے۔ ہمارے ساتھ بھی کافی سارے جنات اور موئکلات تھے۔ مقابلہ شروع ہو گیا۔ کچھ ہمارا نقصان اور کچھ ان کا نقصان ہوا۔ وہ جاتے وقت کہہ گئے ہم پھر آئیں گے۔ صبح لاکھوں کی تعداد میں جنات بدارواج اور خبیث قسم کی چیزیں حملہ آور ہوئیں۔ خوب مقابلہ ہوادونوں طرف سے بھاری نقصان ہوا اور پھر وہ شام چھ بجے حملہ کرنے کو کہہ گئے۔ شام کو ان کے ساتھ ایک بھاری فوج تھی پتہ چلا کہ یہ فوج ابلیس ہے۔ اب بڑے زورو شور سے مقابلہ ہوا۔ دیکھا آسمان پر عجیب قسم کے جہاز ہماری فوج پر بمباری کر رہے تھے ہماری فوج بھی سورچوں سے ان پر بمباری کر رہی تھی۔ میں نے سوچا کہ جنات کے پاس جہاز کہاں سے آ گئے اور یہ

آناؤاناً مورچے کیے کھد گئے اور یہ مشین گنیں وغیرہ کہاں سے آگئیں۔ سمجھا شاید اسی دوران ہندوستان پاکستان کی یا عالمی جنگ چھڑ گئی ہے پھر سمجھا کہ شاید نظر کو دھوکہ ہو گیا ہے۔ اتنے میں ایک گولہ میری ٹانگ پر لگا زخم وغیرہ تو نہ ہوا البتہ ٹانگ میں شدید درد شروع ہو گیا۔ اب وہ گولے موکلات کی مخلوق پر لگتے وہ زخمی ہو جاتے۔ زخمیوں کو کچھ موکلات اٹھا کر بزرخ کی طرف لے جاتے اور پھر وہ تھوڑی دیر کے بعد تدرست ہو کر آ جاتے، میں نے دیکھا میرے جُسے بھی زخمی ہوئے اور انہیں اٹھا کر ایک زمین دوز کمرے میں لے جاتے وہاں باقاعدہ عربی لباس پہنے نہیں اور ڈاکٹر موجود ہوتے جوان کی مرہم پٹی کرتے اور جنات کو گولہ لگاتا تو وہ موقع پر ہی مرجاتے۔ دوبارہ زندہ نہ ہو سکتے تین دن یہ لڑائی جاری رہی اور آخر بغیر جیت ہار کے ختم ہو گئی۔ لڑائی کے بعد پتہ چلا کہ یہ لڑائی ابلیس کا اور تمہارا مقابلہ ہے جتنا جلد ہو سکے عمل تکسیر پڑھ لو اور آج رات ہی عمل تکسیر پڑھنے کا ارادہ کر لیا۔ رات کو جنگل میں گیا قبر مبارک کا نقشہ بنایا اور اپنے چاروں طرف حصار کر لیا اور حصار سے لے کر حدِ نظر تک جنات اور موکلات پھیل گئے اور میرے سر پر بھی نگرانی کرنے لگے اذان کے بعد جب سورہ مزمیل پڑھنے لگا تو ایک اونٹ حصار کے اندر سے ہی زمین سے نکلا اس کی گردن بہت لمبی اور منہ بہت چوڑا تھا آہستہ آہستہ میرے سر کی طرف لپکا اور میرا سر گردن تک اس کے منہ میں آگیا۔ باقاعدہ اس کے دانت مجھے اپنے گلے میں چھپے ہوئے محسوس ہوئے اور میں موت سے بے نیاز سورہ مزمیل پڑھتا رہا۔ وہ دانت دبانے کی کوشش کرتا لیکن دانتوں کی صرف رگڑ ہی گردن پر محسوس ہوتی۔ جب سورہ مزمیل ختم ہوئی تو ایسے لگا جیسے کسی نے اسے کوڑا مارا ہو اور وہ چختا ہوا بھاگا۔ اس کی چیخ سے جنات اور موکلات ہوشیار ہوئے لیکن وہ کسی کو بھی نظر نہ آیا پتہ چلا کہ ابلیس اس عمل کی رکاوٹ کے لئے آیا تھا جو کامیاب نہ ہو سکا اب میری ہمت بڑھی اور باطنی طور پر جنات اور موکلات کو ساتھ لیا اور اس پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔

پہاڑوں میں بڑے بڑے محل اور قلعے نظر آئے۔ وہاں کے پہرہ داروں سے مقابلہ ہوتا اکثر بھاگ جاتے لیکن ابليس کہیں نہ ملتا۔ ایک دفعہ اس تک ایک قلعے میں پہنچ گئے لیکن وہ طوطا بن کر اڑ گیا۔ ہم نے بھی اس کا تعاقب نہ چھوڑا۔ تین دن سے بھوکے پیاس سے تھے یہی دھن تھی کہ ابليس کو پکڑ کر مارا جائے تاکہ ہر کسی کا چھٹکارا ہو جائے صحرائیں بیٹھا کوئی مدیر سوق رہا۔ دیکھا کچھ بزرگ گھوڑوں پر سوار میری طرف آئے۔ کہنے لگے ادھر کیا ڈھونڈتا ہے۔ میں نے کہا ابليس کو پکڑ کر ختم کرنے کا ارادہ ہے وہ بہت ہنسے اور کہنے لگے ارے نادان توکس چکر میں لگ گیا اگر اس کا مرنا ہوتا تو کیا ہم چھوڑ دیتے۔ بات میری سمجھ میں بھی آئی۔ ان کا شکر یہ ادا کیا اور واپس چھوپنپڑی میں پہنچ گیا۔ میں نے اپنے آپ کو مضبوط کرنے کے لئے جھوٹوں کے ذریعے عمل تکسیر پڑھنا شروع کر دیا اور ساتھ ہی رسالہ روحی شریف اور دعاۓ سیفی کا وظیفہ شروع کر دیا۔ عمل تکسیر کا فائدہ یہ دیکھا کہ ہر دربار والے بزرگ نے ہماری مناسب امداد کری بلکہ ہمارا کوئی بھی شخص کسی دربار پر جاتا اہل قبر اس کی مدد کرتے اور اس عمل کی وجہ سے کشف القبور کا سلسلہ پھیلا۔

رسالہ روحی شریف کا یہ فائدہ دیکھا کہ مصیبت کے وقت ہفت سلطانوں کی ارواح مدد کو پہنچتیں۔ دوسرا فائدہ یہ دیکھا کہ اگر کوئی آسیب دم وغیرہ سے نہ بھاگتا اگر اس پر رسالہ روحی پڑھا جاتا تو ضرورتی ہٹ جاتا۔ تیسرا فائدہ رسالہ روحی کے پڑھنے والوں کو رجعت کا خطرہ نہیں ہے۔ ایک رات لیٹا ہوا تھا ان چنان والے تیرہ آدمیوں میں سے ایک آدمی میرے سامنے آگیا۔ اس نے مجھ سے ہاتھ ملایا ایسا لگا کہ میرے اندر سے کوئی چیز کھیچ رہا ہے۔ میں نے چھوڑانے کی کوشش کی لیکن اپنے آپ کو بے بس پایا اتنے میں ایک تلوار اس کے ہاتھ کی طرف بڑھی اور اس نے فوراً ہاتھ ہٹالیا اور کمرے سے نکل گیا۔ یہ تلوار دعاۓ سیفی کا عمل تھا جو میری مدد کو پہنچا۔ میں نے ان تینوں عملوں پر کئی بار مختلف طریقوں

سے تحریک کیا جو کامیاب ہوا اور پھر ان تین عملوں کی اجازت اپنے ذاکروں کو دی تاکہ وہ بھی اس سے مستفید ہو سکیں۔

لطیف آباد میں رہتے ہوئے تین سال ہو گئے۔ ایک دفعہ بیوی نے کچھ زیادہ ہی ستایا اور میں نے پھر جنگل کی راہ لی۔ لال باغ پہنچا تو دیکھا کہ باغ کے باہر بہت بڑی دیوار بن گئی ہے۔ سامنے بڑا گیٹ ہے۔ جو مقفل ہے۔ میں کوشش کے باوجود باغ میں داخل نہ ہو سکا۔ واپس ہوا اور سڑک والے ہوٹل کے ملازمین سے پوچھا کہ یہ دیوار کب سے بنی ہے۔ انہوں نے کہا کوئی دیوار وغیرہ نہیں ہے۔ ایک نے کہا میں بھی ابھی باغ سے ہو کر آیا ہوں۔ میں سمجھ گیا داخلے کی اجازت نہیں ہے ہوٹل والے واقف تھے انہوں نے ہوٹل میں ہی بستر الگا دیا اور میں سو گیا خواب میں دیکھا ہر قسم کے کھانے اور ہر قسم کے پھل ایک جگہ ڈھیر لگے ہوئے ہیں کوئی صدادے رہا ہے۔

تیرا جنگل کا چلہ شہزادی میں تبدیل کر دیا گیا ہے اور یہ نعمتیں تیرے نصیبے میں لکھی جا چکی ہیں اب تیرا عروج عبادت سے نہیں بلکہ خدمتِ خلق سے ہے اب دنیا میں رہ کر اسم ذات کو پھیلانا ہے۔ بیوی سے گزار کر کہ یہ بھی صبر کا اعلیٰ مقام ہے اگر تاب نہیں تو بیشک طلاق دے۔

اس دن کے بعد میری بیوی کے مزاج میں تبدیلی ہو گئی اور اس قسم کے پھل اور کھانے لوگ پکا پکا کر کھلانے میں مصروف ہو گئے اور آج تک یہی سلسلہ جاری ہے۔

آج لطیف آباد میں پھر متنافی کا خیال آیا، اور چاہا کہ اس کو اپنے پاس رکھ لوں تاکہ اسے بھی راہِ راست مل جائے۔ پھر خیال ہوا۔ ایسا نہ ہو میری بیوی کو بھی موalon بن دے اور خیال ترک کر دیا لیکن تھوڑے دنوں کے بعد پھر اس کی یادِ ستائی کہ اس نے بھی کچھ دن خدمت کی ہے اسے بھی کچھ نہ کچھ صلح ملنا چاہیے سہون شریف، بھٹ شاہ، جنے شاہ

نورانی سب جگہ اس کا پتہ کیا مگر اس کا کہیں بھی سراغ نہ ملائیونکہ میں حلیہ سے اس کا پتہ کرتا
کچھ اسے متانی اور کچھ لا ہوتا کے نام سے پکارتے تھے۔

ایک دن لال باغ سے سہوں کو جارہا تھا خلیفہ کے گھر کے سامنے چبوترے پر ایک
چھوٹا سا مزار ہے۔ جب وہاں سے گزرتا تو صاحب مزار نظر آئے اور اپنی طرف بلایا۔ میں
ان کی قبر کے پاس پہنچا اور فاتحہ پڑھی۔ سامنے ایک شخص جھاڑو دے رہا تھا اور ساتھ ہی
ساتھ چرس کے کش لگا رہا تھا اب وہ میرے بالکل قریب آگیا اور میں دھوئیں میں گھر گیا۔
صاحب مزار سے پوچھا ایسے لوگوں کو بھگاتے کیوں نہیں۔ کہنے لگے یہ موالی اور فاسق لوگ
ہیں۔ ہم خود ان سے بیزار ہیں لیکن یہ صرف اس وجہ سے برداشت کئے ہوئے ہیں کہ اگر ہم
نے انہیں دھتکار دیا تو یہ لوگ شہروں میں جا بیسیں گے اور مخلوق خدا کو نقصان پہنچا میں گے
اب میں ان کا راز لینے کے لئے ان کے قریب ہو گیا جہاں دو چار ملنگ بیٹھے نظر آتے بیٹھے
جاتا وہ مجھے بھی اپنا ہی سمجھتے اور نئے میں ایک دوسرے پر اپنی بڑائی جاتے معلوم ہوا کہ کوئی
مفرور چور کوئی مفرور ڈاکو اور زیادہ تر سابقہ طوائفوں کے دلال تھے۔

ایک دفعہ ذکر سے مستی کا عالم بڑھا اور پھر وہ سکر و جذب میں تبدیل ہونا شروع ہو
گیا۔ ہر وقت اللہ ہو کے ذکر اور تصور میں ڈوبا رہتا سخت دھوپ میں پھاڑوں پر ادھر ادھر
دوڑتا رہتا۔ نمازوں میں کوتا ہی ہونا شروع ہو گئی داڑھی موچھ سرا اور بغلوں کے بال وغیرہ
بہت بڑھ گئے۔ حتیٰ کہ وہ روز کا نہانا بھی جاتا رہا۔ جسم سے بدبو محسوس ہونے لگی۔ بغیر وضو
کے منہ ہونا بھی مصیبت بن گیا۔ وضو بھی دن میں ایک ہی دفعہ ہوتا منہ اور داڑھی پر خاک
جمی رہتی اسی حالت میں چشمیں پہ بیٹھا خلاء کو گھور رہا تھا کہ چند بزرگ تشریف لائے میں
تعظیماً اٹھا ایک بزرگ نے بتایا کہ یہ پیران پیر ہیں اور میں ان کے قدموں میں لپٹ گیا
انہوں نے شفقت سے کمر پر ہاتھ پھیرا اور کہا اس وقت جتنات اور تجھ میں کچھ فرق نہیں کیا تو

نے نہیں سنا کہ صفائی نصف ایمان ہے۔ اب تیرا جسم مکروہ ہو چکا ہے یاد رکھ
ناپاک جسم سے نماز پڑھنا گناہ ہے
مکروہ جسم سے نماز پڑھنا تباہی ہے
صاف ستھرے جسم سے نماز پڑھنا نصف ایمان ہے اور جب باطن صاف ہو
جائے تو نماز پڑھنا پورا ایمان ہے یعنی وہ حقیقت نمازل جاتی ہے جو مومن کی معراج ہے اب
درو دشیریف کثرت سے پڑھ۔ اس وقت تک پڑھ جب تک حالتِ جذب ختم نہ ہو اور پھر
میں نے درود شیریف کے دیلے سے سکر پے آغاز سے ہی قابو پالیا۔

ایک دفعہ جئے شاہ نورانی ”جانے کا اتفاق ہوا لہوت کی پہاڑیوں میں ایک غار
ہے جہاں پتھر کی اونٹی کے نشان بنے ہوئے ہیں غار کے ارد گرد میلیوں تک کوئی آبادی نہیں
ہے بڑی بڑی خوف ناک پہاڑیاں ہیں جہاں شیر اور چیتے گھومتے دیکھے گئے۔ ایک جوال
سال شخص غار کے پاس تھا میں رہتا ہے اس نے غار کا راستہ دکھایا اور مغرب کا کھانا بھی
کھلایا یعنی تقریباً ڈیڑھ انچ موٹی روٹی کے ٹکڑے پیش کئے۔ مغرب اور عشاء کی نماز ساتھ
پڑھی۔ میں سوچ رہا تھا کہ یہ بھی کوئی تارکِ دنیا ہے۔

اتنے میں اس نے سگریٹ سلاگایا اور چرس کی بو اطراف میں پھیل گئی اور مجھے اس
سے نفرت ہونے لگی رات کو الہامی صورت پیدا ہوئی
یہ شخص ان ہزاروں عابدوں، زاہدوں، اور عالموں سے بہتر ہے جو ہرنے سے
پہیز کر کے عبادت میں ہوشیار ہیں لیکن بخل، حسد اور تکبر ان کا شعار ہے۔

یہ شخص جس سے تو نے نفرت کری۔ اللہ کے دوستوں سے ہے عشق اس کا شعار
ہے اور یہ نشہ اس کی عادت ہے جبکہ
عشق بدعت کو جلاتا ہے۔

نظر رحمت گناہوں کو جلاتی ہے۔

اور تکبر و بخل عبادت کو جلاتا ہے۔

بس پھر یہی سمجھا کہ

خدا ہے عقل و فہم سے دور

سمجھ جائے جس کو بندہ وہ خدا کیا

ایک دن میں نے اپنی آپ بیتی کا بغور مطالعہ کیا اور پھر شریعت کی رو سے دیکھا۔

ایک واقع ہے کہ غوث پاک[ؐ] کے زمانے میں ایک شخص بہت عبادت کرتا لوگ آپ[ؐ] سے پوچھتے کہ اسے کچھ مل گیا ہوگا۔ آپ[ؐ] فرماتے کچھ بھی نہیں۔ آخر ایک شخص کو تشویش ہوئی اور اس نے چوری چھپے اس عابد کی نگرانی شروع کر دی وہ عابد اپنی جگہ سے اٹھا ایک جھاڑی کے پیچھے گیا۔ جہاں افیون رکھی ہوئی تھی اس نے اس میں سے کچھ کھائی یعنی نشہ کیا اس شخص نے سارا واقعہ غوث پاک[ؐ] کو سنایا آپ[ؐ] نے فرمایا کہ نشہ کرنے والے کی عبادت قبول نہیں ہوتی۔

دوسراؤ واقعہ اس کے برعکس ہے کہ حضور پاک^{صلی اللہ علیہ وسلم} کے زمانے میں ایک مسلمان شراب نوشی کے الزام میں پکڑا گیا۔ کوڑے لگائے گئے دوبارہ پھر اسی الزام میں کوڑے لگائے گئے۔ سہ بار جب اسی جرم میں لا یا گیا تو صحابہ[ؓ] نے کہا کہ اس آدمی پر لعنت ہو۔ جو بار بار اسی جرم میں آتا ہے۔ آپ^{صلی اللہ علیہ وسلم} نے فرمایا اس پر لعنت مت کرو کیونکہ یہ اللہ اور اس کے حبیب^{صلی اللہ علیہ وسلم} سے محبت رکھتا ہے اور محبت رکھنے والا کبھی دوزخ میں نہیں جائے گا پہلا شخص بھی نشہ باز تھا جس کی عبادت رائیگاں گئی۔ دوسرا شخص بھی نشہ باز تھا جو جنت کا حقدار ہوا۔ پہلے شخص میں ابھی محبت پیدا نہیں ہوئی تھی لیکن دوسرا شخص کے دل میں محبت تھی کیونکہ وہ دیدارِ رسول^{صلی اللہ علیہ وسلم} میں تھا معلوم ہوا اگر کوئی محبت و عشق کی منزل پالے تو اس کی بدعتوں کا کفارہ ہوتا رہتا ہے اور یہ منزل بغیر نظر اور قلب کے حاصل نہیں ہوتی۔

بہت سے اولیاء بھی مرتبہ کے بعد خلافِ شرع کاموں کا شکار ہوئے جیسے مظفر آباد میں سہیلی سرکار۔ نہ نماز پڑھتے، نہ داڑھی رکھتے وفات کے بعد مولویوں نے کہا کہ یہ بے دین تھا اس وجہ سے ہم اس کا جنازہ نہیں پڑھائیں گے لیکن جب منہ سے کپڑا اٹھایا تو ریش موجود تھی مری میں لال شاہ ننگے بیٹھے رہتے۔ نسوار کا نشہ کرتے رہتے اور نماز بھی نہ پڑھتے۔ لیکن جو کلام منہ سے نکالتے پورا ہو جاتا۔ سدا سہاگن بھی عورتوں جیسا سرخ لباس اور چوڑیاں پہنتے۔ سخنی سلطان باہو فرماتے ہیں کہ جب کوئی جسمِ عشق الہی سے نور ہو جاتا ہے، اگر حرام کا لقمه بھی کھا لے تو نور کی گرمی اس نجاست کو حلال بنادیتی ہے۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے تو ایسے نہیں کیا نبی حالتِ صحومیں رہتے ہیں کیونکہ ان سے دین کی تیکمیل ہوتی ہے۔ ولی سکر اور جذب میں بھی آتے ہیں اگر ان میں کوئی خلافِ شریعت بات پیدا ہو جائے تو دین کا نہ کچھ بدلتا ہے اور نہ کچھ بگرتا ہے لیکن نبی ﷺ میں کوئی خلافِ شرع بات پیدا ہو جاتی تو وہ سنت بن جاتی اور دین میں خرابی کا باعث بنتی۔ امیرِ کلآل بچپن سے ہی کبڑی کھیلا کرتے تھے والا یت کے بعد بھی آپ کبڑی کا شوق فرماتے لیکن ان کے وصال کے بعد ان کے خلیفوں نے ایسا نہیں کیا۔

اگر حضور پاک ﷺ کبڑی کھیلتے۔ آج امت اس کو بھی سنت بنالیتی یہی وجہ ہے کہ نبوت سکر و جذب اور گناہ و بدعت سے مبررا اور معصوم ہے لیکن ولایت مبررا نہیں۔ اگر کوئی ولی ظاہر و باطن میں مقامِ بكمالیت تک پہنچ جائے تو وہ بھی مبررا ہو جاتا ہے اور اسی کے لئے حدیث ہے۔

”میرے عالم بني اسرائیل کے نبیوں کی مانند ہوں گے“

روحانی سفر کے معتبر ضمین کے سوالوں کے جوابات

نوث: بینارہ نور، تریاق قلب کے علاوہ روحانی سفر کی بھی کچھ انتشار پسند اور حاصل قدم کے علماء نے یہجا مخالفت کی صحیح الفاظ کے غلط معنی نکال کر اشتہاری پروپیگنڈہ کے ذریعے مشن کونفیسان پہنچانے کی کوشش کی اس لئے عوام کی تسلی کے لئے ان کے اعتراضات کے جواب دیئے جا رہے ہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ کتاب ”روحانی سفر“ میں زیادہ تر خواب مکاشفات اور الہامات ہیں۔ جواب ابتداء میں دوران سلوک وارد ہوئے کسی بھی مکائفلے یا الہام کو حق الیقین نہیں کہا گیا بلکہ مصنف سمیت ہر شخص کی اپنی رائے ہے کہ کون سا درست ہے اور کون سا استدراج ہوگا۔ خواب، مکائفلے الہامات اگر غیر اخلاقی بھی ہوں تو وہ شریعت کی زد میں نہیں آتے۔

روحانی سفر صفحہ نمبر 33 پر اعتراض ہوا یہ کہ اس شخص نے حضرت رابعہ بصریؓ کو طوائفہ کہا ہے۔

جواب: حضرت رابعہ بصریؓ کا واقعہ کتابوں میں اس طرح ملتا ہے کہ آپ کے والدین نے ایک قافلے والوں کو حضرت رابعہ بصریؓ کو فروخت کر دیا اور اس قافلہ والوں نے آپ کو ایک طوائفہ کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔ طوائفہ نے آپ کو ایک کوٹھے میں بٹھا دیا ایک دن طوائفہ نے یہ محسوس کیا کہ جو شخص ایک مرتبہ انکے پاس آتا ہے دوبارہ ان کے پاس کیوں نہیں آتا۔ جب ایک شخص کمرے میں گیا کمرہ بند ہوا تو طوائفہ نے دروازے کے سوراخ سے دیکھا کہ وہ شخص جب حضرت رابعہ بصریؓ کے سامنے گیا نظر وہ نے نظریں ملیں اس پر ہمیت طاری ہو گئی اور بے اختیار اللہ اللہ زبان سے شروع ہو گیا۔ آپؐ نے اسے فرمایا

جائجھے اللہ سے واصل کر دیا۔ ہے اب اس کے عشق میں تڑپتے رہنا اور آئندہ بھی بھی ادھر کا خیال نہ کرنا۔ جب یہ ماجرا طوائفہ نے دیکھا تو اس دل بھی لرزنے لگا اور وہ آپ کے تدمون میں گر گئی اور معافی کی درخواست گار ہوئی کہ مجھے تیری عظمت کا پتہ نہ تھا۔ آج ہے تم آزاد ہو۔ حضرت رابع بصریؓ نے کہا کاش تو میر اراز نہ جانتی یہاں جو بھی آتا فقیر بن کے جاتا اب تک میں چار سو فقیر بنا پھیل ہوں۔

مجد الدالف ثانیؓ نے صاحب فتوحات مکرہ کے حوالے سے اپنے مکتوبات شریف (حضرت چھم ص 730، 731) میں لکھا ہے۔ کہ شیطان لعین آنحضرت ﷺ کی اس صورت خاصہ کے ساتھ جو مدینہ منورہ میں مدفون ہے ممل نہیں ہو سکتا۔ اس خاص صورت کے سوا اور جس صورت میں حضور ﷺ کو دیکھیں ممل ہو سکتا ہے۔

مجد صاحب فرماتے ہیں! میں کہتا ہوں کہ اس صورت سے احکام کا اخذ کرنا اور مرضی کا معلوم کرنا مشکل ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ دشمن لعین در میان آمیا ہو اور خلاف واقع کو واقع کی صورت میں ظاہر کیا ہو اور دیکھنے والے کوشک و شبہ میں ڈال دیا ہو اور اپنی عبارات و اشارات کو اس صورت علی صاجہا اصولہ والسلام کی عبارات و اشارات کر دکھایا ہو۔ (از ”مکتوبات شریف“، شائع شدہ مدینہ پبلیشنگ کمپنی کراچی)

بسم الله الرحمن الرحيم

آج مورخہ 26 اکتوبر 1991ء ش 11 بجے گاڑی کھاتہ حیدر آباد میں علماء اہلسنت حضرت مولانا مفتی احمد میاں برکاتی، حضرت مولانا قاری عبدالرشید نوری، اور انجمن سرفروشان اسلام کے مرکزی صدر جناب محمد عارف میمن صاحب، جناب وصی محمد قریشی مرکزی ناظم اعلیٰ کے مابین مولانا محمد سعید احمد اسعد صاحب، مرکزی کنویں "پاکستان سنی اتحاد" کی موجودگی میں "روحانی سفر" مینارہ نور اور "روشناس" کی بعض عبارات پر گفتگو ہوئی باہمی مشورہ کے بعد یہ طے پایا کہ مندرجہ ذیل عبارات کو بایس تفصیل تبدیل کر دیا جائے گا۔

نمبر 1۔ "وہ ولایت کے باوجود کئی بدعتوں میں بتلاتھے" روحانی سفر ص 36 اس عبارت کو یوں لکھا جائے گا۔

"انکی ولایت مسلم تھی، لیکن ان سے بظاہر کئی خلاف شریعت کا منظر آتے ہیں"

نمبر 2۔ کچھ مسلمان شیخ صنعاں اور کچھ مرزا غلام احمد کو "نبی" مانتے ہیں۔ روشناس ص 10 اس عبارت یوں لکھا جائے گا۔ کچھ انسان شیخ صنعاں اور کچھ مرزا غلام احمد کو "نبی" مانتے ہیں۔

نمبر 3۔ یا اس کلمہ میں روبدل کیا، وہ سخت گراہی میں پڑ گئے روشناس ص 10 اس عبارت کو یوں لکھا جائے گا۔

"یا اس کلمہ میں روبدل کی وہ کافر ہو گئے"

نمبر 4۔ مرزا یت اور کچھ وہا بیت کا اثر ہو گیا۔ روحانی سفر ص 6 اس عبارت میں ان الفاظ کا اضافہ کیا جائے گا۔

"مرزا یت اور کچھ وہا بیت کا اثر ہو گیا تھا الحمد للہ یہ اثرات زائل ہو چکے ہیں"۔

نمبر 5۔ نفس نے اکسیا..... چونکہ اب نفس کی شرارت ختم ہو چکی تھی اس لئے آپ کے منہ سے نکلا شکر ہے کہ میری اولاد میں سے کوئی تو ہو گا جو اس مرتبہ پر فائز ہو گا۔" روشناس ص 9 اس ساری عبادت کو حذف کر دیا جائے گا

نمبر 6۔ "اور تھوک سے..... آپ کے نفس کو تقویت پہنچانا شروع کی۔" روشناس ص 8 اس عبادت کو حذف کر دیا جائے گا

نمبر 7۔ "جس طرح وضو کے بغیر..... خواہ بجدوں سے کمر کیوں نہ ٹیڑھی کر لیں۔" روشناس ص 6 اس عبارت کو عبادت کو حذف کر کے مندرجہ ذیل الفاظ تحریر کیے جائیں گے۔ "اس طرح نماز کا لطف دو بالا ہو جاتا ہے"

نمبر 8۔ "ایک دن جب آدم علیہ السلام..... ابلیس نے کہا کہ اب یہیں رہ میرا یہی مطلب تھا۔" مینارہ نور ص 7-8 اس ساری عبادت کو حذف کر دیا جائے گا

یہ بھی طے پایا کہ: اگر کسی صاحب کو مزید کسی عبارت میں شبہ پیدا ہو تو وہ مولانا سعید احمد اسعد صاحب فیصل آبادی سے رابطہ کریں انشاء اللہ العزیز کتاب و سنت کی روشنی میں ہی اسے حل کر دیا جائے گا۔ آئندہ سے علماء اہلسنت اور انجمن سرفروشان اسلام باہمی پیار و محبت سے رہیں گے اور مسلک اہلسنت و جماعت کا مل کر دفاع کریں گے۔